تعلیم الایمان

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْآ اَسْلَمْنَا ۔ (الحجرات: ۱۴)

دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، کہہ دیجئے کہ تم ایمان تو نہیں لائے

البتہ یہ کہو کہ ہم نے اطاعت قبول کی۔

صفاتِ اِلٰہی

الخالق ۔ الباری ۔ المصوّر

پر غور و فکر

مولف: عبداللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات)

زیر سر پرستی:

مفتی محمد شعیب مظاہری (خطیب مسجد وزیر النساء، حیدر آباد)

ناشر:

عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔

حق طباعت غیر محفوظ

(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی عام اجازت ہے)

نام کتاب:	صفاتِ اِلٰہی: الخالق۔ الباری۔ المصوّر پر غور و فکر
مرتب:	عبداللہ صدیقی
زیر سرپرستی:	مفتی محمد شعیب مظاہری 9640213661 (ابو ظہبی)
سن طباعت:	2023ء مطابق 1444ھ
تعداد:	300
کمپیوٹر کتابت:	محمد ریاض احمد 9966992308
ناشر:	عظیم بک ڈپو، دیوبند، یوپی، انڈیا۔
فون نمبر:	09997177817

بچوں میں شعوری اور عقلی اعتبار سے پختہ ایمان پیدا کرنے کے لئے ہماری کتاب ''تعلیم الایمان'' کے تمام حصے پڑھئے اور پڑھائیے۔ یہ کتابیں عظیم بک ڈپو دیوبند، یوپی سے نصف قیمت پر حاصل کرسکتے ہیں۔ 09997177817

☆ ایک عورت سدھرتی ہے تو ایک خاندان سدھرتا ہے اور ایک مرد سدھرتا ہے تو ایک فرد سدھرتا ہے، اس لئے لڑکیوں میں ایمان کا شعور بیدار کرنے کے لئے عبداللہ صدیقی کی تربیتی کلاس بغیر معاوضہ کے منعقد کرکے استفادہ کریں۔

تربیتی کلاس کے لئے ربط کریں: 9966992308, 9391399079

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کی صفات: الخالق۔الباری۔المصوّر پر غور کرو

● هُوَاللّٰهُ الۡخَالِقُ الۡبَارِئُ الۡمُصَوِّرُ لَهُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰى (الحشر ۲۴)

پیدا کرنے والا۔منصوبہ کے مطابق تخلیق کرنے والا۔

صورت وشکل عطا کرنے والا۔

ترجمہ: وہ اللہ،وہی ہے جو پیدا کرنے والا،وجود میں لانے والا ہے۔صورت بنانے والا ہے۔

الخالق:۔ بنانے اور پیدا کرنے والا۔اندازہ لگانا،عدم سے وجود بخشے۔بغیر کسی نمونہ ومثال کے پیدا کرنے والا۔

الباری:۔ منصوبہ کے تحت تخلیق مکمل کرنے والا۔جو اندازہ لگایا اُسے نمایاں کرنا اور وجود میں لانا۔تربیت دیتے رہنا۔

المصوّر:۔ ہر وجود کو اس کی مناسبت سے صورت عطا کرنے والا۔

یہ تینوں اللہ جل شانہ کے صفاتی نام ہیں اور تینوں نام اللہ کی صفت تخلیق سے ایک دوسرے سے جوڑے ہوئے ہیں۔پوری تخلیق میں نسبت اور تعلق رکھتے ہیں۔اللہ کی صفات کو سمجھنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

الباری:۔ بَرَاء سے ہے جس کے معنٰی جُدا کرنا۔چاک کرنا۔پھاڑ کر الگ کرنا۔منصوبہ کے تحت وجود میں لانا۔امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ وہ ذات جو موجد (ایجاد کرنے والا) اپنی مرضی سے کوئی چیز بنانے والا۔خالق کے ساتھ باری کا نام اسی معنٰی کے سمجھنے میں مدد کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے منصوبے کے تحت کسی بھی چیز کو عدم سے وجود میں لاکر اس کی تخلیق مختلف مراحل میں،حالتوں کو تبدیل کر کے جاری رکھ کر مکمل کرتا ہے۔

المصور:۔ ہر مخلوق کو اس کی مناسبت سے اعضاء شکل وصورت،صفات،رنگ و خوشبو،خوبصورتی ان کے نام تخلیق کرتا ہے جو اس کی ہیئت،کام کی نوعیت ماحول کے لحاظ

سے موزوں ہوتی ہے۔

خالق وہ ذات جو کسی بھی چیز کو عدم سے بغیر کسی نمونہ اور مثال کے وجود میں لائے۔ تخلیق کرنے کا ارادہ اور منصوبہ بنائے اور لفظ "کُن" سے وجود دے۔ پھر صفتِ باری کے ذریعہ تبدیلیاں کرتے ہوئے سارے تخلیقی مراحل پوری کرتا ہے اور اس کی موزوں صورت گری اعضاء کی شکل وصورت جو اس کے مناسب ہو، عطا کرے۔ کوئی بھی مخلوق وجود میں آنے کے بعد اللہ کی تخلیقی قدرت سے آزاد، بے نیاز نہیں ہو سکتی۔ مسلسل اور مکمل وجود پا کر پائے تکمیل کو پہونچتی ہے۔ ادھوری نامکمل نہیں رہتی اور اگر کوئی ادھوری رہے تو وہ بھی اللہ کی مرضی ہی سے رہتی ہے۔ گویا الباری اور المصور اللہ کی صفت تخلیق کے مراحل کو مکمل کرنے کے لئے علٰحدہ علٰحدہ کام کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے کوئی بھی چیز عدم سے وجود میں آ کر مکمل اصلی شکل اختیار کرتی اور پھر اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے قابل بن جاتی ہے۔ یہ تینوں اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات ہیں۔ اس کے علاوہ کسی میں یہ صفات نہیں۔ نہ اس کی تخلیق میں کوئی دوسرا شریک ہے۔

اللہ تعالیٰ ان تینوں صفات میں کسی کا محتاج نہیں

اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق کی صفات میں کسی کا محتاج نہیں اور اس کو کسی مخلوق کی تخلیق کرنے میں کوئی مجبوری کوئی رکاوٹ ہرگز نہیں ہوتی۔ اس کو کسی نے تخلیق کرنا صورت گری کرنا نہیں سکھایا۔ **اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْخَلَّاقِ الْعِظْمَۃُ** ۔ "اے اللہ! تو سب کا پیدا کرنے والا بڑی عظمت والا ہے"۔ اس کی تخلیق اور تخلیقی مراحل اور صورتیں بنانے میں کوئی شریک نہیں۔ وہ کسی بھی مخلوق کو بغیر کسی مثال اور نمونے کے اپنی مرضی سے لفظ "کن" کہتا ہے "ہوجا"۔ تو وہ خلق یعنی بننا شروع ہوجاتی ہے۔ وہ اپنی تخلیق میں کسی اسباب کا بھی محتاج نہیں ہے۔ وہ اسباب اور بغیر اسباب دونوں سے تخلیق کرتا ہے۔ نہ اس کو کسی چیز کے تخلیق کرنے کے لئے ماڈل، نمونہ، مٹیریل، مزدور یا مشن اور سانچہ چاہیئے۔ یہ اس کا کمالِ تخلیق ہے کہ جتنی مخلوقات وہ بنایا اور پیدا کیا اور کر رہا ہے۔ ہر ایک کو الگ الگ ذمہ داریاں اور شکل وصورت عطا کیا ہے۔ اس لئے دل کی گہرائی سے کہنا پڑے گا کہ **لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰہ** اس جیسا تخلیق کرنے والا کوئی دوسرا نہیں۔ وہی اکیلا خالق ہے۔

اللہ اپنی تخلیق میں ہر طرح سے قادر ہے

کائنات کی مخلوقات میں غور کرنے سے یہ علم ملتا ہے کہ وہ اپنی تخلیق میں ہر طرح سے قادر ہے اور اس کی تخلیق میں تخلیق کی یکتائی مصوری میں' وہ اکیلا ہی اکیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے کہ وہ بعض مخلوقات کو لطیف بنایا۔ بعض کو کیسف' بعض کو بہت ہی بڑا بنایا اور بعض کو بہت ہی چھوٹی اور بعض کو اتنی چھوٹی کہ دوربین سے نظر آتی ہیں اور بعض کو نظر آنے والی اور بعض کو نظر نہ آنے والی بنایا۔ اور بعض کو زندہ رہتے ہوئے شکل وصورت بدلنے کی صلاحیت دی اور بعض کو مخلوقات کے ساتھ رہتے ہوئے مخلوق کو تو وہ دیکھ سکتے ہیں مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتے' اس قابل بنایا۔ گویا ہر مخلوق کی تخلیق تقدیر کے منصوبہ کے تحت حکمت ودانائی سے بنایا۔ وہ کوئی کام بیکار اور عبس نہیں کرتا۔ کسی بھی مخلوق کو بیکار نہیں بنایا۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ہر مخلوق کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتے۔ ہَوا' روح' فرشتے' عقل وغیرہ یہ ایسی مخلوقات ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتیں۔ فرشتے ہمارے ساتھ رہتے ہیں مگر ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے۔ کسی کو بے رنگ بنایا جیسے ہَوا' پانی وغیرہ۔ کسی کو عقل وفہم خوب دیا' کسی کو کم دیا۔ کسی کو عقل سے محروم رکھا' کسی کو ایسا جسم دیا جس میں سے سب کچھ نظر آتا ہے جیسے ہَوا' روشنی' کانچ۔ کسی کو آگ کے شعلے سے' کسی کو نور سے' کسی کو پانی کے قطروں سے بنایا۔ جس کی تقدیر جیسی بنائی اُسے ویسے ہی تخلیق کر رہا ہے۔ مخلوقات میں اتنا اختلاف اور فرق' کیا اپنے آپ ہوسکتا ہے۔ یہ سب باقاعدہ اللہ کے منصوبہ اور حکمتِ تخلیق سے بن رہے ہیں' اپنے آپ نہیں بن سکتے۔

کافر انسان عقل کا استعمال نہ کر کے اللہ ہی کا انکار کرتا ہے

جو انسان' اللہ کو نہیں مانتے' وہ اپنی عقل کو استعمال کئے بغیر ان تمام اختلافات اور فرق کو سمجھے بغیر اللہ کا انکار کر دیتے اور کہتے ہیں کہ یہ کائنات بغیر خدا کے ہے۔ اپنے آپ فطرت سے بن رہی ہے اور اپنے آپ چل رہی ہے۔

ایسے انسانوں کو سوچنا چاہئیے کہ وہ جب اپنے گھر میں غذا تیار کرتے ہیں تو کیا چاول خود

بہ خود پانی سے دھل کر، چولھے کی آگ خود بہ خود سلگ کر، چاول، چولھے پر خود بہ خود پکنے آجاتے ہیں؟ سالن میں ترکاری، گوشت، تیل، مرچ، نمک اپنے آپ حساب سے مل کر کیا چولھے پر آجاتا ہے اور پھر تیار ہونے کے بعد اپنے آپ دسترخوان پر آجاتے ہیں۔ جب ایک کرسی، میز مکان بنائے بغیر نہیں بنتے تو کائنات کی مخلوقات اپنے آپ کیسے وجود میں آرہی ہیں۔ بغیر کسی بنانے والے کے کیسے وہ بن رہی ہیں۔ یہ انسان کی کم عقلی ہے کہ وہ بغیر غور وفکر کئے اللہ کا انکار کر کے کافر بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں اسباب کا محتاج نہیں

اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۔ (سورۃ الزمر۔آیت 62)

ترجمہ: اللہ ہر چیز کا خالق ہے، وہی سب کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر شئے کا ذِمّہ دار ہے۔

● اللہ تعالیٰ دائی حلیمہ کی کمزور سواری میں رسول اللہ ﷺ کے سواری پر آتے ہی کمزور، ناتواں سواری میں تیز رفتاری پیدا کر دیا۔ ● بچپن میں رسول اللہ ﷺ کو جاگتی حالت میں زندہ رکھتے ہوئے سینہ چاک کر کے دل کو زم زم کے پانی سے غسل دلایا۔ ● رسول اللہ ﷺ کی انگلی کے اشارہ پر چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ● رسول اللہ کے سفر کے دوران درختوں، چٹانوں سے حضور پر سلام کی آوازیں آتی تھیں۔ ● اللہ نے ابوجہل کے ہاتھوں میں کنکریوں کو کلمہ پڑھوا کر، حضورؐ کی رسالت کی گواہی دلوائی۔ ● معراج کے وقت ایسی تیز رفتار سواری بھیجی گئی جس کی نگاہ جہاں تک پڑتی اس کے قدم وہاں وہ رکھتا۔ جس کی وجہ سے بیت المقدس اور کعبۃ اللہ کے درمیان کا فاصلہ لمحوں میں طے ہو گیا۔ ● اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو بغیر استاد اور مدرسہ کے تعلیم دی۔ ● اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو جانوروں کی بولی سمجھنے کی صلاحیت دی تھی۔

● حضورؐ کی رسالت کو عرب علاقوں میں سفر کئے بغیر پورے عرب علاقوں میں عام کروا دیا۔

● حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ ● حضرت اسماعیلؑ کے پیروں کی رگڑ سے زم زم کا کنواں جاری کر دیا اور وہ ہزاروں سال سے کروڑہا لوگوں کو سیراب کر رہا ہے جبکہ اس

کے اطراف کوئی ندی‘ دریا اور سمندر نہیں ہیں۔ ● اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ذکریا علیہ السلام کی دُعا کو بڑھاپے میں قبول کر کے ان کو اولاد دی جبکہ ان کی ہڈیاں گل چکی‘ سر کے بال سفید ہو چکے‘ بیویاں بانجھ تھیں۔ میاں بیوی دونوں بڑھاپے کی آخری سرحد تک پہونچ گئے تھے۔ اللہ نے حضرت اسماعیل پر چھری کی صلاحیت کھینچ لی۔ ● حضرت ابراہیم کے لئے مقامِ ابراہیم کے پتھر کو سیڑھی بنا کر اونچا کرتا گیا اور ان کے پیروں کے نشان پتھر میں اتار دیئے گویا پتھر کو نرم کر دیا۔ ● حضرت موسیٰؑ کو دشمن فرعون کے گھر میں خواب دیکھا کر پرورش کیا۔ ● حضرت موسیٰ کے عصا کو اژدھا بنا دیا۔ ● فرعون کی قوم پر عذاب آیا تو غذا کو خون بنا دیا۔ جب وہ نوکروں کے منہ کا نوالہ اپنے منہ میں لیتے تو خون بن جاتا تھا۔ ● قبطی قوم پر قحط و طوفان آیا تو ان کے درمیان بنی اسرائیل کو محفوظ رکھا۔ فرعون کی قوم قحط میں مبتلا رہی۔ ● فرعون کی قوم پر جوؤں‘ مینڈکوں‘ ٹڈیوں کا ایسا عذاب آیا کہ سارے کپڑوں‘ سروں‘ جسم میں جوؤں ہی جوؤں‘ برتنوں‘ غذاؤں اور غلوں میں مینڈک ہی مینڈک اور ٹڈیوں کے جھنڈ کے جھنڈ کھیت‘ اناج سب کھا گئے۔ ● قارون کو غرور و تکبر اور ناشکرہ بننے پر بغیر زلزلے کے زمین میں اس کے خزانوں کے ساتھ دفن کر دیا۔ ● فرعون کو بغیر جنگ کے مع ساز و سامان اور فوج کے ساتھ پانی میں ڈبو دیا اور پانی پر سڑک بنا دی۔ پانی کو دیوار بنا کر کھڑا کر دیا۔ ● حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کے تبروکات کے صندوق کو بنی اسرائیل کے لئے خیر کا ذریعہ اور دشمنوں کے لئے تکلیف کا ذریعہ بنا دیا۔ ● بنی اسرائیل کو سینا کی وادی میں پتھر کی چٹان سے بارہ راستے نکال کر چالیس سال تک پانی عطا کیا۔ پتھر پر عصا مارتے ہی پانی جاری ہوتا۔ پھر عصا مارتے ہی بند ہو جاتا۔ رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں سے پانی جاری کر دیا۔ ● سینا کے میدان میں ابر کا سایہ عطا کیا۔ بغیر محنت من و سلویٰ دیا۔ جسم کے کپڑوں کو خود بہ خود جسم کے ساتھ بڑھنے‘ پاک صاف رہنے کے قابل بنایا۔ ● بنی اسرائیل کی آزمائش میں صرف ہفتہ کے دن ہی مچھلیوں کو ظاہر فرماتا تھا۔ ● بنی اسرائیل میں گائے کے گوشت کا ٹکڑا مردے پر مارتے ہی مردہ کو زندہ کر دیا۔ پھر اس ٹکڑے کو گائے کے جسم کے کسی حصے پر مارنے سے وہ زندہ نہیں ہو سکتی تھی۔

● حضرت عزیر علیہ السلام کے دوبارہ زندہ ہونے کو سمجھانے سو سال تک موت دی۔ پھر زندہ کیا اور ان کے توشہ کو تازہ رکھا۔ گدھے کی سواری اور جسم کو بوسیدہ کر دیا۔ ● حضرت داؤد علیہ السلام جب اللہ کی حمد بیان کرتے تھے تو پرندے درخت اور پہاڑ بھی ان کے ساتھ لحن میں شریک ہو کر حمد بیان کرتے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ اشعریؓ کی تلاوت سن کر فرمایا کہ اللہ نے تم کو داؤد کے لحن میں سے آلِ داؤد کے سازوں میں سے ایک ساز عطا فرمایا۔ ● حضرت سلیمان علیہ اسلام کو جنوں، ہواؤں اور جانوروں پر حکومت عطا فرمائی۔ وہ ان سے بات کرتے اور کام لیتے تھے۔ ہواؤں پر تیز رفتار سفر کرتے تھے۔ ● عاد و ثمود جیسی طاقتور قوم کو ہواؤں کے طوفان سے پہاڑوں سے نکال کر پٹک پٹک کر ختم کر دیا۔ ● حضرت مریمؓ کو بغیر نکاح کے مردان کو ہاتھ لگائے بغیر بیٹا عطا کیا۔ ان کے تعجب کرنے پر فرشتے نے کہا کہ تیرے رب کا یہ فرمان ہے "یوں ہی بن باپ کے لڑکا پیدا کر دینا میرے لئے آسان ہے۔" ● ویسے اللہ تعالیٰ دن رات بغیر نر و مادہ کے پھلوں، ترکاریوں، غلہ، اناج میں کیڑے پیدا کرتا رہتا ہے۔ ● اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ماں کے گود میں قوت گویائی عطا فرمائی اور پھر قوم کی مخالفت پر جسم کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ ● اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے بنایا اور حواؑ کو حضرت آدم کی پھسلی سے پیدا کیا۔ ● حضور ﷺ کی پیدائش سے پہلے ابراہا اور اس کی فوج کو ابابیل کے ذریعہ مٹی کی کنکریوں میں بم جیسا اثر پیدا کر کے تباہ و تاراج کر دیا اور بغیر جنگ کے پٹائی کی۔ ● آج بھی دنیا کے بعض ممالک میں بارش کے پانی سے مچھلیاں گرتی نظر آتی ہیں۔ جبکہ پانی صرف بخارات بن کر نمک زمین پر چھوڑ کر اوپر جاتا ہے۔

اللہ کسی بھی چیز کو کُن کہہ کر وجود میں لاتا ہے

اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَہٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۔ (سورہ یٰسین۔ آیت 82)

ترجمہ: وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو حکم دیتا ہے کہ ہو جا، وہ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ بغیر کسی اسباب کے کسی بھی چیز کو لفظ "کن" کہہ کر وجود میں لاتا ہے یعنی بن جا

تو وہ بننا شروع ہو جاتی ہے۔ پھر اس کی مکمل تخلیق کرنے تک اس کے سارے تخلیق کے مراحل (Stages) کو صفت الباری کے ذریعہ مکمل کرتا رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مخلوق تقدیر کے منصوبہ کے تحت مکمل بن جاتی ہے۔ ابتداء میں اسکی حالت کچھ ہوتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ تبدیل ہوتے ہوئے وہ تخلیق کی مکمل اور کامل شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اس کی ابتدائی صورت اور حالت سے جُدا ہو کر درمیانی تبدیلیوں سے گزرنا صفت الباری سے ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس وجود کو اس کی مناسبت سے اعضاء کی صورت گری کرتا ہے۔ اس لئے ابتدائی صورت الگ ہوتی ہے۔ جوانی کا شباب الگ ہوتا ہے۔ بڑھاپے کی صورت الگ ہوتی ہے۔ جس کو ہم انسانوں' جانوروں' پودوں' درختوں' کلیوں' پھولوں' پھلوں کے اندر آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ ہر زمانہ کی طاقت قوت میں بھی فرق اور تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اتنا ہی نہیں آواز میں بھی اپنی تخلیق سے فرق پیدا کر دیتا ہے۔ انسان' جنات کی تخلیق کا سلسلہ صرف دنیا کی حد تک ہی نہیں' بلکہ صفتِ باری سے مختلف زمانوں میں تبدیل ہوتے ہوئے جنت یا دوزخ میں مکمل ہوگی۔

انسان' اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا ایک شاہکار ہے

فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ ۔ (المؤمن)

ترجمہ: بڑی شان ہے اللہ کی جو سارے کاریگروں سے بڑھ کر کاریگر ہے۔

تمام انسانوں کا عہد الست سے پہلے کچھ بھی نام و نشان نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو عہد الست میں اپنی تقدیر کے بنائے ہوئے منصوبے کے تحت حضرت آدم علیہ السلام کی پیٹ سے نکالا۔ پھر ان سے عہد لے کر واپس پیٹ ہی میں داخل کر دیا۔ چونکہ عہدِ الست یا عالم ارواح دارالاسباب نہیں ہے' اس لئے اس بات کو انسان صرف مان کر یقین کر لے عقل سے سمجھ نہیں سکتا۔

انسان' دنیا میں آنے سے پہلے عالمِ ارواح میں روح کی حالت میں تھا۔ وہاں سے نسل در نسل باپ کی ریڑھ کی ہڈی سے منتقل ہوتا ہوا اپنے اپنے وقت کے لحاظ سے ماں کے

پیٹ میں آتا ہے اور پھر صفت الباری کے ذریعہ بغیر مشین اور سانچے کے تخلیقی مراحل طے کرتا ہے۔سب سے پہلے ماں کے پیٹ میں آنے' ماں اور باپ کے نطفوں جو دنیا کے مختلف قطروں کی مختلف غذاؤں ہوا' پانی سے وجود میں آتے ہیں' ماں کے رحم میں قرار پاتا ہے۔ ماں کے رحم میں اللہ کی صفت الباری سے نطفہ علقہ (جرثمہ) مغفہ' عظامہ' لحما سے تبدیل ہوتا ہوا' انسانی وجود پاتا ہے۔

انسان کی پہلی شکل منجمد خون (لوتھڑا) علقد (جونک) ہوتی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ تبدیل ہوکر گوشت کا ٹکڑا بنتی ہے۔ پھر اس میں ہڈیاں تخلیق کی جاتی ہیں۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا جاتا ہے۔ پھر اس بے جان جسم میں روح ڈالی جاتی ہے۔ ہر چالیس دن میں اللہ تعالیٰ اپنی صفت الباری سے یہ تبدیلیاں کرتا ہے۔

بچہ نو مہینے ماں کے پیٹ میں صفت الباری سے مختلف حالتوں اور تبدیلیوں کے ساتھ بن کر دنیا میں لایا جاتا ہے علقہ (جونک) سے منجمد خون کا۔اس طرح مختلف حالتوں میں تبدیل ہوتے ہوئے تخلیق کے مراحل طے کر کے جاندار کی شکل اختیار کرنا' یہ صرف اور صرف اللہ کی صفت الباری کا کمال ہے۔اگر اس کائنات کا کوئی خدا نہ ہوتا تو یہ سب مراحل اپنے آپ کیسے طے ہوتے رہتے؟ اس لئے خدا کے ہونے کو تسلیم کرنا ہوگا۔

اللہ اپنی حکمتِ تخلیق سے بچہ کو ماں کے رحم میں اور پرندوں کے انڈوں میں گول جھوکا ہوا بند رکھتا ہے' جبکہ انسان دنیا میں آنے کے بعد مسلسل ایک دو گھنٹے گول جھوکا ہوا نہیں رہ سکتا۔ اگر رہے تو ویسے ہی اکڑ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت تخلیق سے ماں کے رحم میں اس کو ناک سے سانس لینے کا طریقہ نہیں رکھتا۔ وہ اگر ناک سے سانس لے تو رحم کا پانی اس کی ناک میں سے جسم میں چلا جاتا اور اس کی موت واقع ہو جاتی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نو مہینے ماں کے رحم میں پانی ہی میں گردش دیتا رہتا ہے۔ بے شک اللہ بڑا حکیم و دانا ہے۔ اسی طرح غذا کو بھی ماں کے رحم میں منہ سے کھانے کا طریقہ نہیں رکھتا۔ اگر وہاں منہ سے غذا کھائے تو رحم کا پانی منہ میں چلا جائے گا اور وہ مر جائے گا۔ اللہ نے ایسی حکمت تخلیق سے اس کے سانس کا

نظام اور غذا کے نظام کو ناف کے ذریعہ حاصل کرنے کا طریقہ رکھتا ہے۔

ماں کے رحم میں بچے کو دودھ وغیرہ نہ پلا کر ماں کی (ماہواری) حیض کے خون کو روک کر اس کی غذا بنا دیتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ (اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر) ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے۔ اس لئے کہ وہ جسے جیسا چاہے پال سکتا ہے۔ بچے کا نبض ماں کے سانس سے جاری رکھتا ہے۔ پھر نو مہینے ماں کے پیٹ میں بچہ بول براز نہیں کرتا۔ جبکہ دنیا میں دو چار دن بول براز نہ کرے تو دواخانے جانا پڑتا ہے۔ ذرا غور کیجئے یہ سب اللہ کی تخلیق کی کیسی کاریگری ہے' جو صفت الباری سے ہوتی رہتی ہے۔ بے شک ایسی تخلیق سوائے اللہ کے کسی کے بس کی بات نہیں۔ لا خالق الا اللّٰہ ۔نہیں ہے کوئی خالق سوائے اللہ کے۔

اللہ تعالیٰ کے تخلیقی نظام کے تحت بچہ جیسے ہی دنیا میں آتا ہے۔ اللہ کی ہدایت سے اس کے پھیپھڑے کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور سانس کے نظام کو اللہ تبدیل کر کے ناف کے بجائے ناک سے شروع کروا دیتا ہے اور غذا کا نظام بھی تبدیل کر کے ناف کے بجائے منہ سے۔ حیض کے خون کی جگہ دودھ کو ماں کے سینے سے اپنی صفتِ تخلیق و ہدایت سے جاری کر دیتا ہے۔ بے شک اللہ جس چیز سے جو بھی کام لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ بچہ بغیر کسی بیرونی تربیت کے اللہ کی صفت ہدایت سے دودھ چوسنا شروع کر دیتا ہے اور اس کے گردے با قاعدہ کام کرنا شروع کر دیتے ہیں اور وہ با قاعدہ بول براز کرنا شروع کر دیتا ہے۔ تخلیق میں یہ ساری تبدیلیاں اور تمام حالتیں اور مراحل اللہ کی صفت الباری سے ہوتی رہتی ہیں اور جاندار کے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آنے تک جاندار کی مکمل شکل اختیار کرنے کے لئے یہ مختلف تبدیلیاں ضروری ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفت الباری کے ذریعہ اس کی ابتدائی شکل تبدیل کر کے خون کے لوتھڑے (جونک' علقہ) کو مفضہ عظامہ سے لحما گوشت چڑھا کر انسانی بچہ بنا دیتا ہے۔ بیشک اس جیسا خالق کوئی دوسرا نہیں۔ لَا خَالِقَ اِلٰہ اللّٰہ ۔انسان جب ماں کے پیٹ میں بچہ کی شکل

میں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ماں اور بچے کو تکلیف نہ ہونے کے لئے اپنی تخلیقی حکمت سے سر کی کھوپڑی کی ہڈیاں بہت نرم رکھتا ہے اور ران کو ایک دوسرے کے درمیان ہلکا سا فاصلہ (گیاپ) دے کر تخلیق کرتا ہے تاکہ ماں کے رحم سے اور دنیا میں آنے کے لئے آسانی ہو۔ چنانچہ پیدائش کے وقت باہر آنے کے راستے کو آسان بنادیتا ہے۔ اکثر بچے شروع میں ایک ہی کروٹ سوتے ہیں تو سر کا حصہ اُدھر ذرا دب جاتا ہے یا تالو بہت نرم ہوتی ہے۔ جس طرف سوتا ہے اس طرف بال کم آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ تخلیق سے جانداروں کے جسمانی اعضاء تقریباً گوشت اور ہڈی کے بناتا ہے۔ کسی عضو کو صرف گوشت کا بناتا ہے' کسی کو ہڈی اور گوشت کا بناتا ہے اور جس جگہ ہڈی کو موڑنا ہے' جھوکانا ہے' وہاں ہڈی میں ایسی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ مڑتی بھی ہے' پھر نرم ہوجاتی ہے۔ یہ صرف اللہ کی تخلیق کی قدرت کا کمال ہے۔ مگر جانداروں کے بھیجے اور آنکھوں کو چربی سے تخلیق کرتا ہے۔ گردوں کو صرف گوشت سے بناتا ہے اور بھیجے کو نقصان نہ ہونے انتہائی سخت کھوپڑی کے اندر محفوظ کرتا ہے۔ یہ سب اپنے آپ نہیں' بلکہ خاص منصوبہ اور حکمت سے اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی صفتِ ہدایت سے بھیجے سے پورے جسمانی نظام کو کنٹرول کرنے کا تخلیقی طریقہ بنایا ہے۔ جس آدمی کے بھیجے میں خرابی پیدا ہوجائے' وہ انسان کھانے پینے' کپڑے پہننے اور بات کرنے' اچھی بری چیزیں سمجھنے سے محروم ہوجاتا ہے۔ چنانچہ پاگل انسانوں کو دیکھ کر صحت مند آدمی اللہ تعالیٰ کا خوب شکر ادا کرتے رہنا چاہئیے اور اس کا شکر ادا کرنے کا سب سے بڑا طریقہ پانچ وقت کی نماز برابر ادا کرنا چاہئیے۔ جانداروں کا بھیجا پورے جسم کا 20% فیصد آکسیجن اور انرجی (توانائی) لیتا ہے۔ آکسیجن اور گلوکوز اس کی غذا ہے۔ اگر تین سے پانچ منٹ آکسیجن نہ ملے تو یہ Damage ہوکر مرجاتا ہے' جس کو ہم آسانی سے جانور کو ذبح کرتے وقت دیکھ سکتے ہیں۔ انسان جب کسی جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور جانور کے سامنے کی دور گیں سانس اور غذا کی شریان کاٹتا ہے تو گردن کے پچھلے حصہ کی شریانوں صلف (حرام مقد) سے دماغ کا تعلق باقی رہتا ہے۔ جب سامنے کی رگوں

(شریان) سے دماغ کوخون ملنا بند ہوجاتا ہےتو دماغ پیچھے کی شریانوں سے دل کوتیزی سے الارم دے کرخون مانگتا ہے تاکہ خون کے ذریعہ اُسے آکسیجن ملے۔ دل اس کے الارم پر تیزی سے دھڑکتے ہوئے پورے جسم کا خون دماغ کی طرف بھیجنا شروع کردیتا ہے۔ مگر حلق کی سامنے کی شریان کٹ جانے سے پورے جسم کا خون باہر نکل جاتا ہے' دماغ کو نہیں پہونچتا۔ اس سے خون کے ساتھ بیماری کے جراثیم بھی باہر نکل جاتے ہیں اور گوشت جراثیم سے پاک صاف ہوجاتا ہے اور جانور پانچ منٹ میں ٹھنڈا ہوکر ختم ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے انسانوں کو ذبح کے طریقے سے پاک صاف گوشت کھانے کے قابل بنایا۔ الحمدللہ۔ یہ حکمت ذبح کرنے کی سوائے اللہ کے پیغمبر کے کوئی نہیں سکھا سکتا۔ جو لوگ وحی اور پیغمبر کا انکار کرکے زندگی گزارتے ہیں' وہ مرے ہوئے جانور اور جانوروں کا خون یا جانور کو ذبح نہ کرکے جھٹکے سے گردن پورے جسم سے الگ کردیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دل و دماغ فوراً حرکت بند کردیتے ہیں اور پورا خون جسم کی رگوں میں جم جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام نے مردار جانور اور خون کو حرام کیا ہے۔ خون میں بیماری کے جراثیم ہوسکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ ہر جانور کو بھیجا عطا کرتا ہے اور ہر ایک کی عقل کم زیادہ رکھتا ہے۔ مگر انسان کو بھیجا عطا کرکے اس کے دماغ میں سونچنے سمجھنے' غوروفکر کرنے' حرام وحلال' پاک وناپاک سمجھنے' فیصلے کرنے' علم کو ذہن میں رکھنے' یادداشت اور بات کرنے کی عمدہ صلاحیت پیدا فرماتا ہے۔ حالانکہ جب انسان' بچہ ہوتا ہے تو اس میں بھیجا ہونے کے باوجود وہ یہ سب کام نہیں کرسکتا۔ اللہ کی صفت الباری سے اس کے بھیجے میں یہ سب صلاحیتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ جانوروں کو یہ سب صلاحیتیں نہیں دی جاتی۔ بھیجے میں مختلف کاموں کے مختلف حصے پیدا فرماتا ہے۔ انسانی بھیجے کا وزن تقریباً 1.2 کیلو یعنی ایک کیلو دوسو گرام تک ہوتا ہے۔ جبکہ ہاتھی کے بھیجے کا وزن پانچ کیلو اور بلو وہیل کا چھ کیلو اور ڈال فن کا 1.6 کیلو ہوتا ہے۔ مگر کوئی بھی انسانی دماغ کی برابری نہیں کرسکتا۔

تمام جانداروں کے بھیجے' دماغ کے پچھلے حصہ میں رکھتا ہے۔ پھر بھیجے کو صلف (حرام

مغز) جو ریڑھ کی ہڈی میں بھرا ہوتا ہے' اس سے جوڑے رکھتا ہے۔ (حرام مغز) صلف سے ۳۱ جوڑے اعصاب کے نکال کر تمام جسم سے جوڑ دیتا ہے۔ یہ تمام اعصاب جسم میں منتشر ہو کر حرکت وحِس کو کنٹرول کرتے ہیں اور بھیجے تک اپنا مسیج پہونچاتے ہیں۔ چمڑی میں درد محسوس کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت الباری سے بچپن کے بھیجے کی حالت تبدیل کر کے آہستہ آہستہ کام کرنے کے قابل بناتا ہے۔ چنانچہ بھیجہ باڈی کو بیالنس کرنے کا طریقہ اور ہر اعضاء کو جو جو چیز کی ضرورت ہے' اس کی ہدایت دینے کے قابل بنتا چلا جاتا ہے۔ انسان کا شعور بننا شروع ہو جاتا ہے اور بھیجے کا سیدھی طرف کا حصہ جسم کے بائیں طرف کے پورے حصہ کو اور بھیجے کا بائیں طرف کا حصہ جسم کے سیدھی طرف کے حصہ کو کنٹرول کرتا ہے۔ جب بھیجے کو ان دونوں حصوں میں سے اگر خون کا دوران بند ہونے یا رکاوٹ پیدا ہونے لگے' رکاوٹ آجائے تو انسان پر فالج کا حملہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ نے پورے جسم کے فنکشن کا دارومدار بھیجے پر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفت تخلیق کی حکمت سے بھیجے کے تین حصے بنایا۔ ایک حصہ اللہ کی صفت ہادی سے ہوش حواس' یادداشت' نیند' جذبات' گزری ہوئی باتیں' انسان کا برتاؤ' غصہ' خوشی' صبر کرنا یا بے صبری' جلد بازی سے کام کرتا ہے۔ دوسرا حصہ اللہ کی صفت ہادی سے منصوبہ بنانا' مسائل کا حل کرنا' نارمل برتاؤ' فطرت' دماغی صلاحیت سے فیصلے کرنا' فیصلے لینا' جذبات پر قابو رکھنا' جسم کی تکلیف کا احساس دلانا' گفتگو اور زبانوں کو سمجھنا اور گفتگو میں منفی مثبت حالات پیدا کرنا جیسے کام کرتا ہے۔ بھیجے کا تیسرا حصہ مسیج دینا' انفارمیشن ملتے ہی اعصاب کو متحرک کر کے احساس دلانا' قلب اور پھیپھڑوں کی حرکت پر کنٹرول کرتا' بھوک اور پیاس کا احساس دلاتا' پیٹ بھر جانے' میٹھا زیادہ کھانے سے روک دینے کا احساس دلاتا' سانس لینے یا روکنے' چھینک لانا' بول براز کا احساس دلانا' نیند اور تکان کا احساس دلانا جیسے کام اللہ کی صفت ہادی سے کرتا رہتا ہے۔ غور کیجئے کہ اللہ نے خون کے قطرے علقہ جونک سے کیسا زبردست کمپیوٹر انسان کے دماغ میں تخلیق کرتا ہے۔ جس کی حقیقت انسانی سائنس آج بھی سمجھ نہیں سکی۔ یہ صرف اور صرف اللہ کا کمال ہے۔ بے شک اللہ جیسا خالق کوئی دوسرا نہیں۔ لَا

خَلاق اِلَّا اللّٰہ ۔انسانی کمپیوٹر میں پہلے ڈاٹا بھرنا پڑتا ہے' تب ہی وہ اس ڈاٹا کی حد تک کام کرتا ہے۔بغیر ڈاٹا بھرے کچھ بھی کام نہیں کرسکتا۔اللہ تعالیٰ جسم کی تخلیق میں ریڑھ کی ہڈی کو مرکزی مقام دیا ہے اور حرام مغز (صلف) کو انٹرنیٹ سسٹم کی طرح رکھا ہے اور اس سے نکلنے والے اعصاب جسم کو اعضاء سے سگنل لے کر دماغ تک پہونچاتے ہیں۔جس کا سارا نروس سسٹم اعصاب سے جوڑا ہوا ہوتا ہے۔یہ سب منصوبہ بند تخلیقی نظام ہے۔اپنے آپ وجود میں نہیں آتا۔اللہ کی صفت تخلیق کا کمال ہے کہ وہ ایک پانی کے قطرے کو ترقی دے کر ایسا زبردست جانداروں کا جسم بنا دیتا ہے۔

ریڑھ کی ہڈی کے تعلق سے ارشادِ نبویؐ ہے کہ آدم (کے بدن کی ہر چیز) کو زمین بوسیدہ کر ڈالتی ہے سوائے پونچھ کے۔اسی سے انسان کو بنایا گیا اور اسی سے انسان کو دوبارہ اٹھایا جائے گا۔صحیح مسلم 7604 ریڑھ کی ہڈی کا سب سے نچلا حصہ پونچھ کی ہڈی کہلاتا ہے۔جدید میڈیکل سائنس نے تحقیق کی ہے کہ انسان کی موت کسی بھی طرح واقع ہو' یہ حصہ محفوظ رہتا ہے۔بعد ازاں لاکھوں سال مٹی میں زراعت کی شکل میں پڑے رہنے کے باوجود بھی یہ حصہ بوسیدہ نہیں ہوتا۔شدید ترین کیمیائی آگ' دھماکہ اور چوٹ سے بھی یہ حصہ متاثر نہیں ہوتا۔انسان کا سب سے پہلے جینیاتی کوڈ (جس سے انسان کی تخلیق) ہوتی ہے' اسی حصہ میں محفوظ ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس پونچھ کی ہڈی سے انسان کے مرنے کے بعد اس کا پورا بائیو ڈیٹا حتیٰ کہ پسند ناپسند اور انگلیوں کے پوروں کے نشانات تک معلوم کئے جاسکتے ہیں۔آج سے 1400 سال قبل اللہ کے رسول اپنی امت کے سامنے بیان فرما چکے تھے' جو آج سائنس ثابت کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ دماغ میں یہ بھی تخلیق کیا ہے کہ جب انسان سوتا ہے تو جاگتی حالت کے مقابلہ وہ زیادہ کام کرتا ہے۔پورے جسم کی صفائی کرتا' صفرا' بلغم' ناک کا میل' کان کا میل' آنکھوں کا میل جسم سے نکالتا ہے' جو انسان نیند سے بیدار ہونے کے بعد ان اعضاء کا میل صاف کرتا ہے۔اس کے علاوہ جسم کی تکان' کمزوری' غم کو دور کرتا' تروتازہ کر دیتا ہے۔نیند

میں دواؤں کا اثر بخوبی بہتر ہوتا ہے۔دماغ جاگتی حالت میں زیادہ تر جسم کے مختلف اعضاء کی رہبری کرتا ہے اور اعضاء سے مسائل حل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ان کی حفاظت کے اُصول سمجھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام جانداروں میں خون پیدا کر کے اس کو پورے جسم میں دوران اور حرکت کرنے کے قابل بنایا۔اگر خون دوران حرکت نہ کرے تو وہ حصہ کام نہیں کرتا۔خون میں خاص طور پر Red Blood Cell (RBC) خون کے چھوٹے چھوٹے خلیات پیدا کرتا ہے۔اسی طرح اس کی تخلیق کا کمال ہے کہ جانداروں کے جسموں میں White (WBC) Blood Cell بھی پیدا فرماتا ہے' جو جسم میں بیماری کے جراثیم سے لڑ کر ان کو ختم کر دیتے ہیں۔کہیں پر بھی زخم ہو جائے' چوٹ لگ جائے' بیماری کے جراثیم پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔WBC ان کو ختم کر دیتے ہیں اور زخم کو سوکھنے میں مدد کرتے ہیں۔اگر WBC کم رہیں یا کمزور رہیں تو بیماری کے جراثیم بڑھ جاتے اور طاقتور بن جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے جانداروں کے زندہ رہنے کے لئے درختوں سے آکسیجن جیسی گیاس ہوا میں ہر روز تخلیق کرتا ہے' جو سانس کے ذریعہ جانداروں کے پھیپھڑوں میں جاتی اور پورے جسم کے اعضاء میں توانائی پیدا کرتی ہے۔اللہ نے ہوا میں نیٹروجن 78%، آکسیجن 21%، آرگن 0.93 اور کاربن ڈائی آکسائیڈ' نیویان Neon' حیلیم Helium' متھین گیاس Methane اور ہائیڈروجن گیس' پانی کے بخارات بھی رکھا ہے۔مگر ذرا غور کیجئے کہ اللہ کی تخلیق کا کیسا کمال ہے کہ ان سب گیسوں میں سے پھیپھڑے صرف آکسیجن گیس کی کچھ مقدار لے لیتے اور باقی دوسری گیسیں ویسے ہی باہر آ جاتی ہیں۔ہوا میں جراثیم بھی ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ جراثیم کو ناک میں جانے سے روکنے کے لئے ناک کے ابتدائی حصہ میں بال پیدا کر دیتا ہے۔اگر کوئی بیکٹیریا چلے جائیں تو بالوں میں پھنس جاتے ہیں۔

پھیپھڑے ہوا سے آکسیجن لے کر خون کے ذریعہ دل کی طرف منتقل کرتے ہیں۔دل اس آکسیجن ملے ہوئے خون کو پمپ کر کے خون کی نالیوں کی طرف دورانِ خون میں بھیج دیتا

ہے۔ نالیوں میں RBC پورے جسم میں اس خون لئے ہوئے آکسیجن کو تمام اعضاء کے خلیوں تک پہونچاتے ہیں اور وہاں سے کاربن ڈائی آکسائیڈ واپس لاکر پھیپھڑوں کے ذریعہ جسم سے باہر کردیتے ہیں۔ یہ عمل ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں انجام پاتا ہے اور جاندار زندہ رہنے تک بغیر کسی رکاوٹ کے یہ نظام چلتا رہتا ہے۔ رگوں میں یا خون میں چکنائی بڑھ جائے تو دورانِ خون رگوں میں صحیح نہیں ہوتا۔ سانس میں مشکلات پیدا ہوجاتی ہے۔ دل بغیر بجلی کے ایک دن میں تقریباً 103680 مرتبہ دھڑکتا ہے اور ایک سال میں ایک سیمنگ پول (Swimming Pool) سے بڑھ کر خون پمپ کرتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ پورے اعضاء میں دل ایک ایسا عضو رکھا جو نہ تھکتا ہے اور نہ کبھی رکتا ہے۔ چاہے جاندار الٹا لٹکے یا سوجائے یا حرکت نہ کرے یا اوندھے لیٹ جائے یا بے ہوش ہوجائے، صرف موت کے وقت ہی اللہ کے حکم سے رُکتا ہے۔ پھر اس کو حرکت کوئی نہیں دے سکتا۔ انسان اگر 70 کیلو کا وزن والا ہو تو اس کے خون کا وزن پانچ کیلو اور چمڑے کا وزن ساڑھے 10 کیلو کا ہوتا ہے۔ اللہ نے درد کو محسوس کرنے والے خلیات کو جِلد میں رکھا ہے۔ اسی وجہ سے جہنم میں جہنمی انسان کی چمڑی جلتے ہی نئی چمڑی چڑھادی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم میں خون کی نالیاں 60 ہزار سے ایک لاکھ میل تک لمبائی کی رکھی ہیں، جس کا انسان پوری دنیا کا تین مرتبہ چکر لگا سکتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ جسم کی چمڑی سے پسینہ باہر خارج ہونے 25 لاکھ سوراخ رکھے ہیں اور اندر کا پانی پسینہ کی شکل میں باہر آسکتا ہے۔ مگر باہر سے پانی اندر نہیں جاسکتا۔ نہ اندر کا خون باہر نکل سکتا ہے۔ ذرا غور کیجئے پسینہ تو نکل رہا ہے مگر خون کیوں نہیں نکل سکتا۔ یہ سب خالق کی ہدایت کا انتظام ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی حکمت دیکھئے کہ اس نے تمام جانداروں میں زبان کے ساتھ ساتھ ایک چھوٹی سی زبان پر جیب رکھی ہے، جو نوالہ حلق میں جانے سے پہلے اوپر اٹھ کر سانس کی نالی کو بند کردیتی ہے۔ پھر غذا چلے جانے کے بعد کھل جاتی ہے۔ اگر غذا کا کوئی ذرہ اس میں چلا

جائے تو سانس بند ہوجائے گی۔ پھر بھی اگر غذا کا کوئی دانہ چلا جائے تو پھیپھڑے ہوا کا تیز پریشر بنا کر جس کو ہم ٹھسکا کہتے ہیں' نکال باہر کرتا ہے یا چھینک آ جاتی ہے۔اس پر انسان الحمدللہ کہتا ہے۔ورنہ انسان کا دل حرکت نہ کر کے موت آ سکتی ہے۔

یہ بھی عجیب بات ہے کہ سانس سے آکسیجن کو ناک کے ذریعہ پھیپھڑوں میں زندہ رہنے تک دن رات بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رکھتا ہے۔مگر جب موت کا وقت آ جاتا ہے تو سکرات کے ذریعہ باوجود ناک کھولی رہنے کے' پھیپھڑے صحیح سلامت رہنے کے' دل حرکت کرنے کے' ہوا' اللہ ہی کی ہدایت سے ناک میں جانا بند کر دیتی ہے اور آکسیجن ملنے کا نظام ختم ہو جاتا ہے۔روح باہر نکل کر انسان موت کے حوالے ہو جاتا ہے۔موت واقع ہو جانے کے بعد میت کے جسم میں ہوا' ناک' منہ اور کان سے اندر جاتی تو ضرور ہے مگر پھیپھڑے پھر دوبارہ کام نہیں کرتے۔میت کا پیٹ پھول جاتا ہے۔یہ صرف اور صرف اللہ کی صفتِ ہدایت ہے' جس کی وجہ سے موت کے بعد اعضاء صحیح سلامت رہنے کے باوجود کام نہیں کرتے۔ہوا' اندر نہ جانے سے میت کے ناک' کان میں روئی لگا دی جاتی ہے۔ایک انسان دن بھر میں گیارہ ہزار لیٹر ہوا لیتا ہے۔

اسی طرح یہ بھی غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آنکھیں' کان' ناک' زبان' پھیپھڑے اور گردے تو ماں کے پیٹ میں بنا دیتا ہے مگر وہ اللہ ہی کی ہدایت نہ ہونے کی وجہ سے اپنا کام وہاں نہیں کرتے۔جیسے ہی بچہ دنیا میں آتا ہے' گردے' پھیپھڑے اور ناک اللہ کی ہدایت پر کام شروع کر دیتے ہیں اور ناک سے سانس کا کام چلنا شروع ہو جاتا ہے۔گردے خون صاف کرنا شروع کر دیتے ہیں۔پھیپھڑے ہی کی وجہ سے جسم کی خراب ہوا کاربن ڈائی آکسائیڈ' گردوں سے جسم کا ناکارہ پانی پیشاب کی شکل میں خارج ہونا شروع ہو جاتا ہے۔پھیپھڑے دن میں 15 ہزار مرتبہ سانس لیتے ہیں۔

ذرا غور کیجئے کہ جانداروں میں یہ تخلیقی نظام کیا بغیر کسی بنانے والے کے خود بہ خود ایسا بنتا ہے یا کوئی خدا مل کر یہ منصوبہ کے ساتھ چلا رہے ہیں۔بے شک کہنا پڑے گا کہ یہ پورا نظام

پورے جسم کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔سب اعضاء ایک دوسرے سے نسبت رکھتے ہیں۔اس لئے یہ نظام کئی خداؤں سے نہیں صرف اور صرف ایک ہی اللہ واحد کی تخلیق سے چلتا ہے۔ ورنہ کئی خداؤں کا عمل دخل ہوتا تو جانداروں کے جسم فساد کے حوالے ہو جاتے۔ایک بھی جاندار زندہ نہیں رہتا تھا۔محض اللہ واحد کی ہدایت سے جسمانی نظام پورے توازن سے چلتا رہتا ہے۔اس لئے **لَا خَلَاق اِلَّا اللّٰه** ۔

جانداروں کے جسموں میں ہر سیکنڈ خلیے مرتے اور ان کی جگہ فوراً نئے خلیے اللہ تعالیٰ پیدا کر دیتا ہے۔تمام خلیے پانی سے بنتے رہتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ ہر جاندار جب پیدا ہوتا ہے تو ان کا جسم الگ ہوتا ہے۔جیسے جیسے بڑھتا جاتا ہے' جسم کی ہیئت بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے۔بچپن کا جسم جوانی میں نہیں رہتا اور جوانی کا جسم بوڑھاپے میں نہیں رہتا۔مگر جانوروں میں کسی جانور کے بوڑھا ہونے کے باوجود آنکھ' کان' زبان' ہاتھ' پیر' دل' دماغ سب کام کرتے ہیں۔مگر انسان کے اعضاء بوڑھے ہوتے ہی آہستہ آہستہ کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔ چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر جاندار کی زبان الگ الگ بنائی ہے۔پھر زبان کے نیچے اور جبڑوں کے بازو والے تین جوڑے خلیات غدود سے منہ میں میٹھا پانی Saliva لعب دہن تھوک کی شکل میں نکلنے کا انتظام کیا۔انسان کی زبان سے تقریباً دن بھر میں ایک لیٹر لعب دہن تھوک نکلتا ہے تاکہ انسان جو بھی غذا کھائے اُسے تر کر کے حلق میں اتارے۔یہ پانی مرنے تک بند نہیں ہوتا۔جاندار لعب دہن کا محتاج ہے' دنیا میں آج تک کوئی کیمیکل ایسا ایجاد نہیں ہوا' جو منہ میں لعب پیدا کر سکے۔لعب ختم ہو تو ہر دو منٹ بعد زبان کو گیلی کرنا پڑتا ہے۔زبان میں سوراخ رکھے اور زبان کے ذریعہ مختلف چیزوں کے ذائقے پہچاننے کی صلاحیت عطا کی۔مگر جب بخار آجاتا ہے تو انسان کو ہر چیز کڑوی معلوم ہوتی ہے۔یہ بھی اللہ کی قدرتِ عجیب ہے کہ ہر جاندار کو زبان عطا کی' مگر ہر کوئی انسان کی طرح بات نہیں کر سکتا۔ہر ایک کی بولی اور آواز الگ کر دی۔انسان کو اگر ہونٹ نہ ہوتے تو وہ پوری طرح گفتگو نہیں کر سکتا تھا نہ کوئی چیز پی سکتا

تھا۔ 35% الفاظ ہونٹ سے ادا ہوتے ہیں۔اگر زبان سے کڑوا پانی نکلتا تو غذاؤں کی لذت انسان نہیں لے سکتا تھا۔

اللہ نے انسانی ضرورتوں کے لحاظ سے ناک کو سانس کے ذریعہ مختلف تین ہزار خوشبو سونگنے کی صلاحیت دے رکھی ہے۔اگر ناک کی حِس ختم ہو جائے تو وہ دوبارہ نہیں مل سکتی۔

حلق میں سانس کی نالی اور غذا کی نالی ایک ساتھ بازو بازو رکھی ہے مگر یہ بھی اللہ کی تخلیق کی کاریگری ہے کہ غذا اور پانی سانس کی نالی میں نہیں جاتے۔جب جاندار غذا اور پانی پیتا اور کھاتا ہے تو سانس کی نالی بند ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کی آنکھوں کو بھی بڑی حکمت سے تخلیق کیا ہے۔آنکھوں کے کونوں میں خلیے ہوتے ہیں، جو مسلسل آنکھوں کو پانی دیتے ہوئے تر رکھتے ہیں، جس سے انسان دیکھنے میں تکلیف سے محفوظ رہتا ہے۔اگر پانی نہ ملے تو قدرتی طور پر انسان پلک بند کرتا ہے۔سائنس کہتی ہے کہ انسان ایک منٹ میں 20 مرتبہ پلک جھپکتا ہے۔اللہ نے آنکھوں سے پانی نکلنے کے طریقے الگ الگ رکھے ہیں۔تکلیف وغم میں پانی آنسوؤں کی شکل میں نکلتے ہیں یا پھر کچرا یا کیڑا چلا جائے تو ایسے آنسو گرم ہو کر نکلتے ہیں، جس سے کیڑا مرجاتا ہے۔کچرا بھی نکل جاتا ہے۔تکلیف وغم یا ٹینشن سے رونے سے جو آنسو نکلتے ہیں، وہ دماغ کو صحت مند رکھتے ہیں۔یہ آنسو گوریلہ اور ہاتھی میں بھی کم مقدار میں نکلتے ہیں۔آنسو سے ایک خاص کیمیکل انسان کے دماغ میں پیدا ہوتا ہے جو فائدہ مند ہوتا ہے۔اسلام میں اللہ کے خوف سے رونے والی آنکھوں کی بہت قدر ہے۔آنسو میں پانی کے علاوہ سوڈیم، پٹاشیم کلورائیڈ، بائی کاربونیٹ، کیلشیم، میگنیشم جیسے کیمیکل ہونے سے کھارا پن پیدا ہوتا ہے۔بچہ پیدا ہونے کے بعد ایک مہینے تک آنسو نہیں نکلتے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو آنکھیں عطا فرمائیں سوائے نیوزی لینڈ کی برڈ Kiwi کو اندھی رکھا۔ہر جاندار کی آنکھوں میں الگ الگ طاقت عطا کی۔بعض جانوروں کو اندھیرے میں بھی دیکھنے کی صلاحیت دی۔حالانکہ آنکھیں سورج کی روشنی اور بجلی کی روشنی ہی میں دیکھ

سکتی ہیں۔ دماغ کو تقریباً علم آنکھوں اور کانوں ہی کی مدد سے ملتا ہے۔ سانپ کو آنکھوں سے سننے کی صلاحیت دی ہے۔ شکرا کافی اوپر سے زمین پر اپنے شکار کو دیکھ لیتا ہے۔ پرندوں کو تو دانت ہی نہیں دیئے۔ ان کی غذا پوٹے میں ہضم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی تخلیق میں مجبور نہیں، ہر طرح سے ہر چیز پر قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ تخلیقی کمال ہے کہ تمام جانداروں کے معدوں میں الگ الگ صلاحیت رکھی۔ کوئی پکی ہوئی غذا اور کوئی بغیر پکی غذا ہضم کرتا ہے۔ کوئی گھاس ہضم کرتا ہے، کوئی جوگالی کر کے غذا ہضم کرتا ہے، کوئی گوشت اور کوئی پھل اور کوئی مٹی کھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معدہ میں غذا کو ہضم کرنے Hydro-chloric Acid ہائیڈروکلورک ایسڈ ہر روز پیدا کرتا ہے۔ بعض کو کم اور بعض کو زیادہ۔ جو جانور ہڈی بھی کھا جاتے ہیں، ان کے معدہ میں اس ایسڈ کی مقدار زیادہ پیدا کرتا ہے، ورنہ وہ ہڈی کو گلا نہیں سکتے۔ بگلا تو مچھلی کو نگل جاتا ہے۔ اونٹ کے منہ میں ایسا لعب پیدا کرتا ہے، جس سے کانٹے نرم ہو جاتے ہیں۔ تقریباً تمام جانداروں کے بچے ابتدائی عمر میں ٹھوس طاقتور غذاؤں کو ہضم کرنے کے قابل نہیں رہتے۔ اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ ان کے معدہ کو اپنی صفت الباری سے ٹھوس غذا ہضم کرنے کے قابل بناتا ہے۔ معدے کی آنتیں کھولیں جائیں تو 23 فٹ لمبی ہوتی ہیں۔

بہت سارے لوگ غذا کو دانتوں سے اچھی طرح چبا کر باریک بنا کر نہیں نگلتے۔ جلدی جلدی حلق میں اتار لیتے ہیں۔ اس سے معدہ پر بار پڑتا ہے۔ یہ خیال غلط ہے کہ معدہ غذا ہضم کرتا ہے، بلکہ ہضم کرنے کا کام معدہ نہیں آنتیں کرتی ہیں۔ معدہ صرف غذائی اجزاء کو قابلِ ہضم بنانے با قاعدہ لیپ (Paste) کی طرح بنا دیتا ہے۔ جب معدہ خالی ہوتا ہے تو غبارے کی طرح سکڑ جاتا ہے۔ پھر غذا آتے ہی پھول جاتا ہے۔ معدہ آدھا گیلن غذائی مواد اپنے اندر اسٹور کر سکتا ہے۔ اگر اتنی مقدار جمع کرنے کی صلاحیت نہ ہوتی تو انسان کو دن میں تین مرتبہ کھانے کے بجائے چھ مرتبہ کھانا کھانے کی ضرورت پیش آتی۔ معدہ کی اندرونی سطح ''تولیے'' کی مانند ہوتی ہے، جس میں اللہ نے کم وبیش تین کروڑ پچاس

لاکھ چھوٹے چھوٹے غدود پیدا کئے ہیں۔ یہ غدود روزانہ تقریباً پون گیلن ایسی رطوبتیں تیار کرتے ہیں جن کے نہ ہونے پر غذائی لیپ Paste بنانا ناممکن ہے۔ یہ رطوبتیں ہائیڈرو کلورک ایسڈ ہوتی ہے۔ یہ رطوبت این زائمس (Enzymes) جس سے گوشت ہضم ہوتا ہے۔ انسان جو کچھ کھاتا ہے' وہ فوراً ہضم نہیں ہوجاتا۔ غذا جاتے ہی وہ معدہ اندر بل کھا کر پھیلتا اور سکڑنا شروع ہوجاتا ہے' جس سے رطوبتیں غذا کے ساتھ مل کر مِکس ہوجاتی ہیں اور غذا کو پیسٹ یا لیپ کی شکل میں تبدیل کر کے لئی نما بن جاتی ہے۔ پھر یہ پیسٹ معدے کے دوسرے منہ سے چھوٹی آنت میں چلا جاتا ہے۔ یہ سب اللہ کی صفت الباری کا اظہار ہے جو غذا کو تبدیل کرتا رہتا ہے۔

پہلے غذا منہ میں ایک شکل میں آتی ہے۔ پھر منہ سے معدے میں لیپ بنتی ہے۔ پھر معدہ سے آنتوں میں جاتی ہے۔ اگر ہاضمے میں تیزابی مادے زیادہ ہوں تو چھوٹی آنت کے اندرونی دیوار میں سوراخ کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے "السر" کی شکایت اُسی جگہ ہوتی ہے۔ غذا اور پانی میں اگر باہر سے جراثیم چلے جائیں تو تیزابی مادوں سے مرجاتے یا گھل جاتے ہیں۔ مگر بعض جراثیم تیزابی مادوں سے نہیں مرتے۔ اس لئے بازار میں کھلی چیزیں' خراب پھل نہیں کھانا اور ہاتھ دھوئے بغیر غذا نہ کھائیں۔ ہمیشہ صاف پانی دیکھ کر پئیں۔ سرخ مرچ معدہ کو بہت نقصان دیتی ہے۔ دوائیں بھی معدہ کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ اگر لوگ غذا جلد ہضم ہونے سوڈا پیتے ہیں تو یہ سوڈا خون میں مل کر گردوں پر کام کا بوجھ بڑھا دیتا ہے۔ جب زہریلی غذا معدہ میں جاتی ہے اور دماغ کو اس کی اطلاع ملتی ہے تو دماغ کے حکم پر قئے یعنی اُلٹی ہوتی ہے۔ پیٹ کے نچلے حصہ کو دماغ کے مسیج پر جسم دباتا ہے۔ معدہ تھوڑا تھوڑا پیسٹ بناتا رہتا ہے۔ وہ آہستہ آہستہ چھوٹی آنت میں داخل کرتا رہتا ہے۔ چار گھنٹوں کی مدت میں ہاضمہ ہوتا ہے۔ پالک کی بھاجی چوبیس گھنٹوں میں ہضم ہوتی ہے۔ مرغن غذائیں' تلی ہوئی غذائیں' چکنائی والی غذائیں معدے میں زیادہ مسائل پیدا کرتی ہیں۔ غذا کھاتے ہی پانی نہ پئیں۔ اس سے معدے کے ہضم کرنے کی رفتار سست ہوجاتی ہے۔ ٹھنڈا پانی اور آئسکریم سے معدے کی

حرارت کم ہو جاتی ہے اور غذا دیر سے ہضم ہوتی ہے۔ جانداروں کے جسم کے اعضاء چوبیس گھنٹے کام کرتے ہیں۔ مگر معدہ صرف غذا رہنے تک ہی کام کرتا ہے۔ اگر انسان مغرب کے بعد فوراً غذا کھالے تو معدہ سونے سے پہلے اپنا کام کرلیتا ہے۔ غذا کھاتے ہی صحبت نہ کریں۔ اس سے معدہ پر بار پڑتا ہے۔

یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ جو معدہ جب گوشت کو گلا دیتا ہے تو وہ خود گوشت کا ہونے کے باوجود اپنے آپ کو کیوں نہیں گلاتا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق سے معدہ کے اندرونی حصہ میں ایک خاص حفاظتی جلد رکھا ہے۔ یہ غلاف اور تہہ کا کام کرتی ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو معدہ اپنی دیواروں کو بھی پیسٹ بنا دیتا۔ یہ سب اللہ کی صفت تخلیق کا کمال ہے۔

غم اور پریشانی میں معدہ کی حرکات رُک جاتی یا ہاضمے کا سارا نظام معطل ہو جاتا اور رطوبت پیدا نہیں ہوتی' جو غذا کو ہضم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ اس سے بھوک ختم ہو جاتی ہے۔ غصہ' نفرت' مایوسی' انتقام' حسد اور غم کے ذہنی دباؤ سے ''السر'' بنتا ہے۔ اسی صورت میں زیادہ تر لکوڈ ''Liquid'' غذا مشرب استعمال کریں۔ اللہ کی قدرت کا کمال ہے کہ ہر جاندار کے ہاتھ' پیر' انگلیاں' دانت سب برابر برابر بناتا ہے' جس کو کترنے کی ضرورت ہے' ان کے دانت سامنے سے تیز اور نوکیلے پیدا کرتا ہے اور چبانے کے دانت پیچھے رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے تخلیقی نظام میں ابتدائی ایام میں بچے میں دانت پیدا نہیں کرتا۔ ماں کے پیٹ میں رہنے تک سینگھ اور دانت نہیں نکالتا۔ جب بچہ ٹھوس غذا کھانے کے قابل بنتا ہے تو دودھ کے دانت کی جگہ مضبوط دانت پیدا کرتا ہے۔ جانور جوان ہونے کے قریب سینگھ پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ دانت اور ناخون کو ہڈی کے بنایا۔ ناخون کو زندگی بھر بڑھتے رہنے کے قابل رکھا۔ دانت ایک حد تک ہی بڑھتے ہیں۔ اگر ناخون کی طرح بڑھتے رہتے تو انسانوں اور جانوروں کی زندگی عذاب بن جاتی۔ انسان کو بال کی طرح دانت بھی کٹوانے پڑتے۔ یہ بھی غور کیجئے کہ ناخون کو اور بالوں کو کاٹنے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور

انسان کے ناخون پیروں کے مقابلہ ہاتھوں کے جلدی بڑھتے رہتے ہیں۔ ان کے برعکس جانوروں کے ناخون نہیں بڑھتے' ایک حد پر رُک جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی تخلیق کا منصوبہ سے جانوروں' پہاڑوں' ریگستانوں' جنگلوں' درختوں پر رہتے۔ کوئی ان سے قریب رہتے' کوئی الگ۔ اس لئے اللہ نے ان کے ناخون کاٹنے کا طریقہ نہیں رکھا۔ مرغ جوان ہونے کے بعد بانگ دیتا ہے۔ مادہ انڈے دینے کے قابل بنتی ہے۔ انسان میں داڑھی موچھ بغل' اور ناف کے بال جوان ہونے کے بعد نکلنے کا طریقہ رکھا۔ بچپن ہی میں بچے کو داڑھی موچھ آجائے تو کوئی بھی پیار نہیں کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ' داڑھی موچھ' بغل اور ناف کے بال کے خلیے جوان ہونے پر پیدا فرماتا ہے۔ عورتوں کو ماہواری کا خون اور سینے کے ابھار جوان ہونے کے بعد ظاہر ہونے کا طریقہ رکھا۔ یہ تخلیقی تبدیلیاں اور تخلیقی مراحل اللہ تعالیٰ اپنی صفت الباری سے ظاہر کرکے جانداروں کو وجود دیتا ہے۔ حالانکہ تخلیق کا عمل شروع ہوا تھا ایک ناپاک پانی کے قطرہ سے جو تبدیل ہوتے ہوتے یہ حالت پر آتا ہے اور صفتِ الباری کے ذریعہ مسلسل تخلیق جاری رہتی ہے۔ جوان ہونے کے بعد مرد اور عورت پورے شباب کے ساتھ ایک دوسرے سے مختلف اعضاء کے بن جاتے ہیں۔

یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ ہر جاندار کے بال الگ الگ رکھا۔ برفانی علاقوں میں تو جانوروں کو سردی اور برف سے بچانے گرم چکنے بال پیدا کرتا ہے۔ کسی کو رنگین اور کسی کو ایک ہی رنگ کے بال عطا کیا۔ مچھلی' سانپ' کبوتر' چڑیوں میں مور اور طوطے میں شکل صورت' رنگ سب خوبصورت پیدا فرماتا ہے۔ ہوا میں اڑنے اور پانی میں تیرنے والے جانوروں میں ان کے پیٹ میں ہوا کے چھوٹے چھوٹے گولے پیدا فرماتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ اپنے تخلیقی منصوبہ کے تحت تخلیق کررہا ہے۔

جانداروں کے جسموں میں گردے نام کے دو گوشت کے ٹکڑوں کو پیدا فرماتا ہے اور ان کو جسم کے خون کو چھاننے' جذب کرنے اور صاف کرنے کی مشین بنایا۔ خون کی گندگی

کو چھاننے ان میں چھنّی جیسے سوراخ رکھے۔ایک گردے میں دس لاکھ خلیہ ہوتے ہیں۔ اتنے سوراخ دیئے کہ اگر ان کو پھیلایا جائے تو ایک ٹینس کورٹ کے برابر رقبہ ہوتا ہے۔ان سے خون کی گندگی اور صفائی کروا کر جسم کا میل پیشاب کی شکل میں خارج کرنے کا طریقہ رکھا۔گردے کام نہ کریں تو مصنوعی طور پر باہر سے ڈیلاسس (Dialysis) کروانا پڑتا ہے۔یہ کام نہ کریں تو موت واقع ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفت تخلیق سے خون کے لوتھڑے (جونک) علقہ کو صفت الباری سے مسلسل مختلف مراحل سے گزار کر ایک جاندار زبردست فیکٹری بنا دیتا ہے۔پھر جسم کے تمام اعضاء کو ایک دوسرے سے تعلق پیدا کر کے الگ الگ کام کرنے کی مسلسل صلاحیت دیتا ہے۔کیا اللہ کے سوا کوئی دوسرا ہے جو پانی' خون' گوشت کے ٹکڑے کو بات کرنے' سوچنے' سمجھنے' دیکھنے' سننے' چمڑی کو محسوس کرنے' غذاؤں کو ہضم کرنے جسم کے خون کو صاف کرنے بے شک یہ صرف اللہ ہی کی قدرت ہے' جو بے جان سے جاندار نکالتا اور ان سے جو چاہے کام لے سکتا ہے لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰہ ۔جانداروں کے جسم کی یہ فیکٹری کا بنیادی خاکہ ماں کے رحم کی اندھیری کوٹھری میں پانی پر سے شروع ہو کر پھر اس کو آہستہ آہستہ وجود دے کر صفت الباری سے اس کے تخلیقی مراحل پورے کرتا ہے۔انسانی جسم میں پوری کائنات کی مخلوقات کی مثال اور نمونے رکھا ہے۔ انسان کی کھوپڑی آسمان کی مانند' آنکھوں میں دن رات کا نظام سورج اور چاند کی طرح' آنکھوں سے کھارا پانی نکلنا یا گرم پانی نکلنا' زبان سے میٹھا پانی' پیشاب سے گندہ پانی نکلنا' پورے جسم پر کھیت اور باغات کی طرح بال' سر کے بال جنگل کی طرح' زمین کی مٹی کی طرح جسم کا میل' خون میں جانوروں کی طرح بیکٹیریا WBC, RBC' جنگل کے جانوروں کی طرح سر میں جوں' سمندر کے جانوروں کی طرح پیٹ میں کیچوے' ہڈیاں پہاڑوں کی طرح' رگیں ندی نالے دریا کی طرح' تلوے اور ہتھیلیاں بنجر زمین کی طرح' جسم کا پسینہ بارش کی طرح' نیند موت کی طرح' چمڑی زمین کی مانند۔

اسی طرح قیامت برپا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنی صفت الباری سے دنیا کی مختلف چیزوں کے تخلیقی نظام کو بدل دے گا

جیسے جیسے قیامت قریب آئے گی' زمانے کی رفتار کو اللہ تعالیٰ تبدیل کر دے گا۔ سال' مہینوں کی طرح گزریں گے۔ مہینے' ہفتوں کی طرح اور ہفتے دنوں کی طرح اور دن منٹوں کی طرح گزریں گے۔ قیامت کے قریب بازار قریب قریب آ جائیں گے۔ سورج کا نظام مغرب سے نکل کر مشرق میں غروب ہوگا۔ فتنے کثرت سے ظاہر ہوں گے۔ نیک لوگوں کو اٹھا لیا جائے گا۔ قیامت کے قریب اونٹ چرانے والوں کے مکانات آسمان سے باتیں کریں گے۔ کم ظرف لوگ زمین کے حکمراں ہوں گے۔

دنیا میں زندہ رہنے تک انسان زندہ حالت میں فرشتوں کو نہیں دیکھ سکتا۔ مگر سکرات کے شروع ہوتے ہی اور قبر میں تخلیقی نظم تبدیل ہو جاتا ہے۔ وہ فرشتوں کو دیکھ سکتا ہے' ان کے سوالات کے جوابات دے سکتا ہے۔ مرنے کے بعد قبرستان لے جانے کے لئے نیک انسان جلدی برزخ میں لے جانے کے لئے پکارتا ہے اور ناکام انسان لے جاتے وقت چلاّتا ہے کہ مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ یہ آواز انسان نہیں سن سکتے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفت الباری کا اظہار ہے۔ زندگی بھر اپنے ساتھ فرشتے رہنے یا شیطان کے آنے جانے کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ قبر میں دفن کرنے کے بعد جب تکلیف ہوتی ہے اور زمین دباتی ہے تو مردے کی چیخوں کی آواز سوائے جن و انسان کے سب سنتے ہیں۔ دنیا میں رہنے تک زمین کسی کو نہیں دباتی۔

قیامت برپا ہوتے ہی وہ پہاڑ جن کو کوئی حکومت یا فوج یا انسان کی بڑی بڑی مشینیں نہیں اٹھا سکتی اور ہوا جو معمولی لکڑی کے ٹکڑے کو بھی زمین پر گرا دیتی ہے' اللہ کے تخلیقی نظام میں تبدیلی ہو کر پہاڑوں کو روئی کے گالوں کی طرح ہوا میں اڑا دیا جائے گا۔ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر

اُڑیں گے۔ سورج' چاند' ستارے بے نور ہو جائیں گے اور آسمان کھول دیا جائے گا۔ زمین کو شطرنجی کی طرح جھاڑ دیا جائے گا اور اس میں سے اونچ نیچ ختم ہو کر آسمان کی طرح سپاٹ ہو جائے گی۔ انسانوں اور جانوروں کے حمل وقت سے پہلے گر جائیں گے۔ سمندروں کو بھڑکایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق میں تبدیلی کر کے صفت باری سے انسانوں کو بغیر ماں باپ کے قبروں سے پورے جسمانی اعضاء کے ساتھ سبزا اُگانے کی طرح نکالے گا۔

سائنس کے علم کو ترقی دے کر انسانوں کے ذریعہ ایجادات کروا رہا ہے

وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۔ (یٰسن) وہی ہے سب کچھ پیدا کرنے اور سب کچھ جاننے والا۔

اللہ تعالیٰ بڑا حکیم وعلیم ہے۔ وہ رب ہونے کے ناطے یہ جانتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں انسان کو اپنی ضرورتیں پوری کرنے کن کن چیزوں کی ضرورت پڑے گی۔ اللہ نے اپنی حکمت سے حضرت آدمؑ کو جنت میں کچھ دنوں رکھا اور دنیا میں بھیجنے سے پہلے وہ تمام چیزوں کے نام اور علم ان کو عطا کیا' جن جن چیزوں کی ضرورت جس جس زمانے میں انسانوں کو ہونے والی تھی۔ ان کا سارا علم حضرت آدمؑ میں ودیعت کر دیا۔ جس کی وجہ سے جس طرح انسان حضرت آدمؑ سے وجود میں آتے گئے' اسی طرح آدمؑ کی اولاد کو اللہ تعالیٰ ہر زمانے کی ضرورت کے لحاظ سے الہام کر کے سائنس کا علم دیتا گیا۔ ابھی بھی سائنس کے علم میں ترقی دے رہا ہے اور ہر زمانے میں انسانی سائنسدانوں کو الہام والقہا کے ذریعہ سائنس وٹکنالوجی میں ترقی دے کر ہر زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے مختلف چیزیں ایجاد کروا رہا ہے۔

انسانوں کی ضرورت کی تمام چیزیں بظاہر سائنس دانوں کے ذریعہ بنائی جارہی ہیں۔ مگر سائنس دانوں کے پیچھے ان کا بھی اصلی خالق' ہادی اور مصورا کیلے اللہ تعالیٰ ہی ہے' اس لئے کہ سائنس دانوں کو زندگی دینے والا اللہ ہی ہے۔ دل ودماغ' عقل وفہم

دینے والا اللہ ہی ہے۔ ہاتھ' پیر' آنکھیں' کان' دینے والا بھی اللہ ہی ہے اور دنیا کی چیزوں سے فائدہ اٹھانے' ان کا علم جاننے' ان کو استعمال کرنے کا طریقہ سکھانے والا بھی اللہ ہی ہے۔ ورنہ ہر سائنس داں بچپن میں اَن پڑھ ہوتا ہے' علم سے خالی ہوتا ہے۔ پھر بڑھاپے میں سب علم بھول جاتا ہے۔ دماغ میں ایک مدت تک ہی یادداشت رہتی ہے۔ پھر دنیا میں ہر چیز کا را میٹریل (کچا مال) بھی پیدا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ اگر سائنس داں کو علم نہ ملے' دماغ میں خلل پیدا کردے' را میٹریل نہ ملے تو انسان مجبور رہتا ہے' کچھ بھی نہیں کرسکتا۔ دنیا میں جو جو چیزیں ایجاد ہورہی ہیں' ذریعہ اور سبب سائنس دان کو رکھا' مگر ہر ذرہ ذرہ اور ہر چیز کا خالق اکیلے اللہ ہی ہے۔ پھر ان چیزوں میں اپنی صفت البارئ سے تبدیلیاں بھی کرواتا ہے' اس لئے انسان اپنے آپ کو خالق نہیں کہہ سکتا۔ انسان کسی چیز کا ماڈل اور نمونہ دیکھ کر کوئی چیز بناتا ہے۔ پرندے کو ہوا میں اُڑتا ہوا دیکھ کر ہوائی جہاز بنالیا۔ مچھلی کو پانی میں تیرتا ہوا دیکھ کر پانی کے جہاز بنالئے۔ شہد کی مکھیوں کے ڈسپلین اور ان کے رہنے کے مقامات دیکھ کر کئی منزلہ فلاٹ والی عمارتیں بنالیں۔ مگر اللہ کو کوئی چیز بنانے کے لئے ماڈل اور نمونہ کی ضرورت نہیں۔

چنانچہ کسی زمانے میں انسان اتنا سفر نہیں کرتے تھے جتنا آج کررہے ہیں اور نہ ان کی تجارت اتنی وسیع ہوتی تھی۔ پچھلے زمانوں میں اللہ نے ان کی ضرورت کے لحاظ سے گدھا' گھوڑا' ہاتھی' بیل بنڈی وغیرہ سفر کے لئے رکھا۔ پھر جیسے جیسے انسانوں کی ضرورت بڑھنے لگی بس' ٹرک' لاری جیسی تیز رفتار سواریاں بنانے کی ٹکنالوجی کا علم عطا کیا۔ پھر مزید علم میں ترقی دے کر اپنی صفت البارئ سے انسانوں کی ضرورت کے لحاظ سے سواریوں کو تبدیل کروا کر اپنی صفت تخلیق سے ٹرین' ہوائی جہاز' راکٹ بنانے لگایا اور پانی کی چھوٹی چھوٹی کشتیوں کو تبدیل کروا کر پٹرول و ڈیزل سے چلنے والے بڑے بڑے دیوہیکل جہاز بنانے لگایا۔ ورنہ انسان ہاتھ سے چپو مارتے مارتے تھک جاتا اور بڑی بڑی لہروں کی وجہ سے میلوں کا سفر نہیں کرسکتا تھا۔ آخرت میں جنتی کو جنت میں ان تمام سواریوں کو تبدیل

کر کے بہت زیادہ تیز رفتار سواریاں اپنی صفتِ تخلیق سے عطا کرے گا۔ وہاں سائنس دانوں، پٹرول وغیرہ کا عمل دخل نہیں ہوگا۔ ان سواریوں کا تصور دنیا میں رہ کر انسان نہیں کرسکتا۔ یہ ساری سواریاں اللہ کی صفت تخلیق ہی سے وجود میں آرہی ہیں۔ مگر ان میں وقت کے لحاظ سے تبدیلی صفت الباری سے ہورہی ہیں، صرف فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کہیں انسان کے ذریعہ وجود دے رہا ہے اور کہیں اللہ کی مطلق قدرت سے گھوڑوں، گدھوں، اونٹوں کو فرمانبردار بنا کر دے رہا ہے۔ اسی طرح ایک زمانہ میں انسان کو ایک مقام سے دوسرے مقام بات کرنے خطوط لکھنا سیکھایا۔ پھر اللہ نے اس نظام کو بدل کر اپنی صفت البارى سے ٹیلی گرام اور ٹرنکال، ٹیلیفون ایجاد کروایا۔ پھر مزید ترقی دے کر انٹرنیٹ، فیاکس، ٹی وی، موبائیل فون، ایجاد کروایا۔ پہلے زمانہ میں انسان مختلف مقامات کے حالات ریڈیو، اخبارات ہی سے جان سکتا تھا۔ اب تو فیاکس اور وائرلس اور موبائیل فون، اسمارٹ فون، ٹی وی، کمپیوٹر سے آمنے سامنے بیٹھ کر بات کرتا ہے، حالات فوراً جان سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو جب جنت میں رکھے گا تو جنتی عورتیں جنت ہی سے اپنے اپنے محلات سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گی۔ جنتی اعراف دانوں سے ان کے پاس گئے بغیر ان سے بات کریں گے، ان کی بات سنیں گے۔ اس میں کوئی آلہ کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اس طرح اپنی اپنی جنت سے ایک دوسرے سے بات کرسکیں گے۔ جنت میں دنیا کے آلات کی طرح کوئی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ ویسے دنیا میں انسان صرف ایک ٹیلی فون کے ذریعہ بغیر کنکشن کے ہواؤں کی لہروں سے ایک ملک سے دوسرے ملک بات کررہے ہیں تو جنت میں تو مزید آسانی ہوجائے گی۔ انشاءاللہ۔

انسان کو پچھلے زمانوں میں سائنس کی ترقی زیادہ نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے انسان اپنی جسمانی بیماریوں کا علاج مختلف انداز سے کرتا تھا۔ خون کو روکنے ٹاٹ جلا کر زخم کی جگہ پر لگایا جاتا۔ بیماری کو پہچاننے کے لئے آسان طریقے نہیں تھے۔ مگر اللہ نے اپنی صفت العلیم سے علم عطا کرکے آج یہ ترقی دی ہے کہ بیماری کو جسم کے اوپر سے معائنے کرنے والی

مشینیں تخلیق کروایا۔ پھر مزید ہدایت دے کر صفت الباری سے لیزر شعاعوں کے ذریعہ بغیر جسم کھولے خرابی دور کرنے کا طریقہ سکھایا۔ یہاں تک کہ جسم کھول کر دل کا آپریشن بھی آسانی سے کروایا۔ اللہ تعالیٰ دوائیں ایک سے اعلیٰ ایک جلد اثر کرنے والی تیار کرنے کا علم دے رہا ہے۔ پورے جسم کا خون انسان کو جاگتی حالت میں تبدیل کرنے کا علم عطا کیا۔ یہ سب صفت تخلیق میں الباری کا اظہار ہے۔ مرنے والے کو وینٹی لیٹر کے ذریعہ بچانے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔

نباتات میں صفت الباری کا اظہار

اللہ تعالیٰ نباتات کو بیج سے یا درختوں کی ڈالیوں سے پیدا کرتا ہے۔ بیج' پھل سے الگ ہونے کے بعد کئی مہینوں سوکھا پڑا رہتا ہے۔ پھر اُسے جب مٹی میں قبر بنا کر دفن کر دیا جاتا ہے تو وہ اللہ کی صفت الباری سے زمین میں فنا ہو کر زمین کی گرمی سورج کی گرمی اور روشنی اور پانی کو جذب کر کے زمین سے باہر مولکا کی شکل میں تبدیل ہوتا ہے' جو بہت نازک کمزور ہوتا ہے۔ مگر نازک مولکا تمام بڑی بڑی قوتوں ہوا' پانی' روشنی اور گرمی سے مقابلہ کر کے مولکا سے آہستہ آہستہ شکل تبدیل کر کے پودا بن جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس پودے کو صفت الباری سے تبدیل کر کے ایک طاقتور درخت بنا کر پروان چڑھاتا ہے اور اس درخت سے جاندار مخلوقات کے فائدے کے لئے بہت ساری چیزوں کا انتظام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ یہی مولکا کو درخت بنا کر پرندوں کے گھونسلوں اور دھوپ سے بچنے سایہ دار بننے اور ٹھنڈی ہوا دینے' گندی ہوا کو صاف کرنے اور پولیوشن روکنے' آواز کو روکنے' مخلوقات کے لئے پھل' ترکاری' غلہ' اناج کا ذریعہ بناتا ہے۔ اسی سے بادلوں کو روکنے' بارش کے برسنے کا بھی انتظام کرتا ہے۔ درختوں اور پودوں کو زمین پر کی سجاوٹ کے لئے گلدستے اور باغات آباد کرنے کا ذریعہ بنا دیتا ہے۔

سب سے اہم چیز یہ کہ جانداروں کے لئے کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر کے

آکسیجن بنانے کی مشین بنادیا ہے۔جس سے جاندار صاف ستھری ہوا میں سانس لے سکتے ہیں۔ اگر کاربن ڈائی آکسائیڈ بند نہ ہوتی تو کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔ درختوں کی ہر پتیوں میں ایک مادہ ہوتا ہے جس کو سائنس کی زبان میں Chlorophyll کلوروفل کہتے ہیں۔اللہ کی ہدایت کے تحت ہرے پتوں کے مادے کے اندر ایک عمل واقع ہوتا رہتا ہے جس کو فوٹو سنتھیسس (Photosynthesis) کہا جاتا ہے۔سورج کی روشنی انرجی کی مدد سے فضاء میں پھیلی ہوئی کاربن ڈائی آکسائیڈ کو یہ پتے اپنے اندر جذب کرتے ہیں' جو جانداروں کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔پھر اتنی ہی مقدار میں آکسیجن خارج کرتے ہیں' جو تمام جانداروں کے لئے سانس کا کام دیتی ہے۔زمین پر درختوں کی زیادتی کی وجہ سے آواز' چیخ و پکار کا تناسب کم ہوجاتا ہے۔

اللہ نے ہواؤں کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ وہ زمین پر گرم' سرد یا معتدل بن کر مخلوقات کے لئے فائدہ پہنچاتی رہے اور بادلوں کو لئے اڑتے ہوئے زمین پر برسات کے ذریعہ زمین کو خوبصورت گلدستوں اور سبزہ زار میں تبدیل کرتی رہے۔ یہ بھی خالق کی تخلیق کا کمال ہے کہ ایک ہی ہوا' ایک ہی پانی اور ایک ہی مٹی سے مختلف رنگ کے پھول' مختلف مزوں اور ذائقوں کی غذائیں نکالتا ہے۔ برسات کے ذریعہ مردہ زمین کو زندگی عطا کرتا ہے۔اگر ہواؤں سے برسات کا طریقہ نہ ہوتا تو انسان نہ تالاب بنا سکتا' نہ ندی' نالے' دریا بنا سکتا۔نہ زمین پر زراعت کرسکتا' نہ اپنے گھروں تک پانی لاسکتا تھا۔جانور جو جنگلوں میں رات گزارتے ہیں' ان کو رات کے وقت پیاس لگے تو وہ تالاب' ندی پر نہیں جاسکتے۔ان کی جان کو خطرہ رہتا ہے۔وہ رات بھر پیاسے ہی رہتے ہیں۔مگر انسان کے لئے ان کو اپنے گھروں میں پانی محفوظ رکھ کر رات میں پیاس بجھانے اور زمین سے زراعت کے لئے پانی نکالنے کا آسان ذریعہ رکھا۔اس پر اسے اللہ کا شکرگزار اور احسان مند رہنا چاہئے۔زمین پر برسات کی وجہ سے سبزہ زار ہوجانے سے اس کے مویشیوں کے چارہ کا آسان ذریعہ بنادیا۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ زمین پر گرد اور دھول اوپری سطح پر ہلکی شکل میں پیدا ہوتی ہے' جو زمین کی زرخیزی کے لئے بہت اہم ہے۔ اس سے زمین زراعت کے قابل بنتی ہے۔ اگر زمین پر مٹی کی یہ گرد وغبار نہ ہوتا تو انسان زراعت نہیں کرسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس گرد و غبار کو ہواؤں کے ذریعہ اُڑا کر فضاؤں میں لے جاتا ہے اور وہ فضاء میں پانی کے بخارات سے مل کر کشافت پیدا کرتی ہے' جس کی وجہ سے پانی کے بخارات بادل کی صورت اختیار کرتے ہیں اور بوند بوند بن کر زمین پر برستے ہیں۔ زمین کی اوپری فضاء میں گرد نہ ہو تو بارش کا عمل ختم ہو جاتا ہے۔ سورج نکلنے اور ڈوبنے یا کبھی بادل برسنے کے بعد آسمان پر رنگین شفق دکھائی دیتی ہے۔ وہ بھی فضاء میں اسی گرد کی موجودگی کی وجہ سے ہوتی ہے' اس لئے اللہ نے گرد وغبار کو جانداروں کی زندگی کے لئے ایک کارآمد مادہ بھی بنایا ہے۔

ہوا دراصل مختلف گیسوں کے انتہائی ننھے ننھے ذرّات کا مجموعہ ہے' جنہیں مالیکیول (Molecule) کہا جاتا ہے۔ یہ اس قدر چھوٹے ہوتے ہیں کہ ایک مکعب انچ میں 30 کروڑ تک مالیکیول سما سکتے ہیں۔ پودے' زمین سے پانی اور ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ حاصل کر کے اپنے لئے خوراک تیار کرتے ہیں اور سورج کی روشنی سے حاصل کردہ انرجی سے وہ آکسیجن اور کاربوہائیڈریٹس' گلوکوس میں تبدیل کر لیتے ہیں۔ کاربوہائیڈریٹس یعنی سادہ شکر ہی پودوں کی خوراک ہے۔ یہ پورا عمل Photo Synthesis کہلاتا ہے۔ اس عمل سے پیدا ہونے والی آکسیجن کو وہ ہوائیں چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ غور کیجئے کہ اللہ کی صفاتِ تخلیق اور باری ایک ساتھ کیسے کام کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ' زمین پر موجود تمام جانداروں کو براہِ راست یا بالواسطہ پودوں کی بنائی ہوئی غذائیں عطا کرتا ہے۔ ان ہی کی آکسیجن سے تمام جاندار سانس لیتے ہیں۔ اگر پودے یہ عمل بند کر دیں تو ہوا سے بہت جلد آکسیجن ختم ہو جائے گی۔ ہوا جیسے جیسے مختلف مقامات پر سے گزرتی ہے' اس کی رفتار میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ کبھی گرم اور کبھی ٹھنڈی۔ اس کا انحصار سورج پر ہوتا ہے۔ سورج کی اپنی توانائی زمین کی فضاء میں جذب ہو کر حرارت پیدا کر دیتی ہے۔ ہوا' جانداروں کے جسم کے اوپر کئی سو میل کی

بلندی تک موجود ہے، جس کا وزن سیکڑوں پاونڈ ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا تخلیقی انتظام ہے کہ ہوا جتنا دباؤ باہر سے جانداروں کے جسم پر ڈالتی ہے، جسم کے اندر سے بھی اتنا ہی دباؤ باہر کی جانب ہوتا ہے، جس کی وجہ سے جسم کوئی دباؤ اور وزن محسوس ہی نہیں کرتا، معتدل رہتا ہے، جیسے جیسے انسان بلندی پر جاتے ہیں، ہوا ہلکی ہوتی جاتی ہے۔ اس کا دباؤ کم ہوجاتا ہے۔ اس کے مالیکیول ایک دوسرے سے دور ہوتے جاتے ہیں۔ ہیلیم گیس ہوا سے بہت زیادہ ہلکی ہوتی ہے۔ غباروں میں بھری جاتی ہے۔ چند میل اُڑنے کے بعد غبارے ہوا سے ہلکے نہیں رہتے۔ کیونکہ بلندی پر ہوا مزید ہلکی ہوجاتی ہے۔

اگر ہوا، پانی اور تیل کی طرح گاڑی ہوتی تو پہاڑوں، عمارتوں کی دوسری طرف نہیں جاسکتی تھی اور نہ پوری دنیا میں تیزی سے پھیل سکتی تھی۔ اللہ نے اپنی حکمت سے ہوا کو لطیف بنا کر تخلیق کیا اور پوری زمین پر پھیلا دیا۔ ذرا غور کرو کہ اللہ کتنا حکیم اور مدبّر ہے، جو چیز بھی وہ بناتا ہے، کتنی حکمتوں اور مصلحتوں کے ساتھ بناتا ہے۔ ہوا لطیف ہونے کی وجہ سے ناک والوں کی ناک میں، پانی میں رہنے والے درختوں سب ہی کے جسموں میں آتی جاتی ہے۔ درخت بغیر ناک کے، پتوں سے سانس لیتے ہیں۔ پانی کے جانور پانی سے ہی آکسیجن جذب کر لیتے ہیں۔ ہوائیں، پانی کو ہمیشہ موجوں میں ہلاتی رہتی ہے، جس کی وجہ سے سمندر زندہ ہیں، ورنہ سڑ جاتے۔ ہوا میں اللہ نے کئی گیسیں رکھی ہیں۔ جب بجلی چمکتی ہے تو ہوا میں کی آکسیجن جل کر نائیٹروجن بنتی اور پھر نائٹرک ایسڈ سے زمین پر بارش کے قطروں کے ساتھ گرتی ہے۔ زمین اس کو جذب کر لیتی ہے، جس سے زمین پیداوار کے قابل بن کر کہیں پر پھل اور بیج پودوں میں تیار ہوتے ہیں۔ کہیں کاربن ڈائی آکسائیڈ جذب کر کے گیہوں اور چاول کے پودے تیار ہوتے ہیں۔ ایک درخت سے لاکھوں بیج نکلتے ہیں۔ جس میں لاکھوں جانداروں کی زندگی چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ یہ سب اللہ کی صفت تخلیق اور صفت باری اور مصور کا کمال ہی کمال ہے۔ بے شک ایسا کمال والا کوئی دوسرا نہیں۔

اگر انسان کائنات میں اس طرح غور وفکر کرے تو پھر اللہ کے علاوہ کسی اور کی قدرت

نہیں مانتا اور کسی مخلوق میں یہ صلاحیت ہی نہیں مانتا۔اسی طرح سورج اور اوپر کی فضاء میں اللہ کی بے انتہاء حکمتیں ہیں۔ ہوا' شہاب' ثاقب کو زمین پر آنے سے روکنے کا ذریعہ بنایا۔ وہ انسانی آبادی پر نہیں گرتے۔سورج سے ہر سیکنڈ جو حرارت خارج ہوتی ہے' اس کی مقدار دس لاکھ ایٹم بم سے بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہ پوری حرارت اگر زمین پر آجائے تو تمام جاندار موت کے حوالے ہو جائیں گے۔مگر ہوا جو کئی گیسوں کا مجموعہ ہے' ہوا کا غلاف اوپر ہی اوپر سورج کی حرارت کو اپنے اندار جذب کر لیتا ہے اور اتنی ہی حرارت زمین پر آنے دیتا ہے' جتنی جانداروں کی زندگی کے لئے ضروری ہے۔ یہ سب اللہ کی تخلیق کے کمال ہیں۔ ایسی تخلیق سوائے اللہ کے کوئی نہیں کر سکتا۔لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰہ ۔

اللہ کی تخلیق کا کمال دیکھنے مڈغاسکر کا قومی درخت بے او باب (Ba o bab) نام کا ہے۔اللہ تعالیٰ اس درخت میں ایک لاکھ 20 ہزار لیٹر تک پانی اس کے تنے میں اسٹور کرنے کی صلاحیت عطا کی ہے۔مڈغاسکر' افریقہ کا جزیرہ نما ملک ہے' جہاں یہ پایا جاتا ہے۔اس درخت کو زندگی بخش درخت Tree of Life کہا جاتا ہے۔اس کا تنا بہت موٹا ہوتا ہے' جو پیپٹ نما ہوتا ہے۔اس میں ایک لاکھ 20 ہزار لیٹر پانی وہ اسٹور کر سکتا ہے۔اس کی لمبائی 30 میٹر تک اور اس کا قطر گولائی 7 سے 11 میٹر تک ہوتی ہے۔اس کی چھال Bark بہت موٹی ہوتی ہے اور اس کا جلنا بہت مشکل ہوتا۔اس کی چھال سے وہاں کے لوگ کپڑا بھی بناتے ہیں۔اس کی چھال بہت سارے جانوروں کی غذا بھی ہے۔اس کو ایک خاص قسم کا پھل لگتا ہے' جو وٹامن سی اور معدنیات سے بھرپور ہوتا ہے۔انسان وہ پھل کھاتے ہیں۔اس درخت کو ربڑ اور صابن بنانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔اس سے گھروں کی چھت اور کھڑکیاں وغیرہ بھی بنائے جاتے ہیں۔سال میں 9 مہینے یہ درخت پتوں سے محروم رہتا ہے۔اس کے پتوں میں وٹامن اے' سی' پروٹین اور معدنیات ہوتے ہیں اور اس کے پتوں کو پالک کی طرح کھایا جاتا ہے۔مڈغاسکر میں ایک جگہ ہے جہاں یہ درخت کافی تعداد میں موجود ہیں۔اس مقام کو Ba o bab Avenne کہتے ہیں۔زیادہ کٹائی کی وجہ سے یہ درخت کی تعداد

خطرے میں آ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق سے مختلف غلہ‘ اناج‘ ترکاریوں‘ پھلوں سے جانداروں کے لئے وٹامن دینے کا طریقہ رکھا ہے۔ترکاریوں میں بند گوبی کو وٹامن C سے بھرپور رکھا اور وٹامن E بند گوبی کے بیرونی یعنی باہر کی جانب یا اوپری حصہ کے پتوں میں پیدا فرماتا ہے۔ بند گوبی سرد اور خشک مزاج سے تعلق رکھتی ہے۔ دیر سے ہضم ہوتی ہے۔ قبض کو دور کرتی ہے۔اس کے استعمال سے کینسر سے بچاؤ ممکن ہے۔ یہ جسم کی مدافعتی نظام میں بہت مدد دیتی ہے۔اس کے کھانے سے پٹھوں میں مضبوطی آتی ہے۔ بدن کی صفائی ہوتی ہے۔ بند گوبی پتھریوں کی تحلیل میں مفید ہے۔اس میں پائے جانیوالے وٹامن سے خون کی نالیوں کو صحت ملتی ہے۔اس میں کھاری نمکیات معدنی اجزاء ہوتی ہیں۔اس کے رس کو کم مقدار میں استعمال کیا جائے تو السر‘ انفکشن اور نظام ہضم میں فائدہ ہوتا ہے۔اس کو زیادہ پکا کر نہ کھایا جائے‘ زیادہ پکانے سے اس کے اجزاء ضائع ہوجاتے ہیں۔اس لئے اس کو صلاد میں کچا کھانا بہتر ہے۔ پکانے سے دیر سے ہضم ہوتی ہے۔ کچا کھانے سے جلد ہضم ہوتی ہے۔ بند گوبی میں شکر نہیں ہوتی‘ اس لئے ذیابطیس کے مریضوں کے لئے بے حد اہم ہے۔خونی بواسیر کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔اس کا مسلسل استعمال خون کی روانی کو دُرست کرتا ہے۔اس کے پتوں کو گرم کر کے پاؤں کے تلوؤں پر رکھا جائے تو بخار کی شدت کم ہوتی ہے۔جسم کے زخموں پر بھی Septic کا خدشہ ہو تو ان پتوں کا استعمال کیا جائے۔

جانوروں میں صنف الباری کا کمال

اللہ تعالیٰ‘ جانوروں میں کسی کو ماں کے پیٹ سے اور کسی کو انڈوں سے پیدا فرماتا ہے اور کسی کو بغیر ماں باپ کے گندگی بول براز میں پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے۔ انڈے سے پیدا ہونے والے‘ بچوں میں انڈے باوجود پرندوں سے الگ ہوجاتے کے‘ بچوں کی صورت شکل‘ رنگ روپ‘ طبیعت‘ صفات‘ عادات ان کے ماں باپ جیسی ہوتی ہیں اور بغیر

سکھائے وہ اپنے جنس کی بولی بولتے ہیں۔تقریباً ہر پرندے کا بچہ انڈے سے نکلتے ہی گوشت کا لوتھڑا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی صفت البارئ سے اس میں آہستہ آہستہ تبدیلیاں لاکر ان کو مکمل اپنے ماں باپ کی شکل صورت' صفات عطا فرماتا ہے۔

یہی حال ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والے جانوروں کے بچوں کا ہوتا ہے۔وہ بھی بچپن میں بہت کمزور ہوتے ہیں۔بلّی کے بچوں کی آنکھیں تک پوری نہیں کھلتی۔وہ شروع میں صرف ماں کا دودھ ہی پیتے ہیں۔آہستہ آہستہ اللہ کی صفت البارئ سے تخلیق کے مراحل طے کرتے ہیں۔جوان ہوتے ہی جانور انڈے دیتے ہیں' دودھ' دیتے اور سنگھ نکل آتے ہیں اور اپنے ماں باپ جیسے بن جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ زندہ سے مردہ اور مردہ سے زندہ نکالتا ہے۔ چنانچہ اللہ پرندے کو دنیا میں لانے سے پہلے انڈے میں سفیدی اور زردی کو اپنی صفت البارئ سے تبدیل کرکے اسے بچہ بنادیتا ہے۔

یہ بھی غور کیجئے کہ اللہ کی صفت تخلیق کا کمال ہے کہ اس نے جانوروں اور نباتات کے ہر جنس کے تمام اقسام میں جانوروں اور نباتات کی صفات ایک جیسی رکھی۔جو جانور جس جنس کی قِسم رکھتا ہے اور جو پودا جس جنس سے تعلق رکھتا ہے' ان کی صورتیں شکلیں' خاصیتیں' پتوں' پھولوں' پھلوں کا ڈیزائن ایک جیسا ہی رکھتا ہے۔مگر اپنی صفت البارئ سے انسانوں میں ہر انسان کی صورت شکل' صفات' طبیعت' مزاج' عقل وفہم' سوچ سمجھ الگ الگ رکھا۔جس کی وجہ سے انسان اللہ کے اکیلے خالق ہونے کو سمجھ سکتا ہے۔خالق ہونے کے ناطے انسان کی تخلیق کی مگر البارئ ہونے کے ناطے ان میں عورت' مرد' بچہ' بوڑھا' جوان کا فرق الگ الگ پیدا کرکے اپنے تخلیقی منصوبہ کو مکمل کرتا ہے۔مصور ہونے کے ناطے ان کی آواز' قد' شکل وصورت' رنگ' لمبائی' موٹائی' صفات سب الگ الگ کردیتا ہے۔

پانی میں رہنے والی جیلی فش (Jelly Fish) پر غور کیجئے۔اللہ تعالیٰ جیسی تخلیق کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔اللہ' جلی فیش کو دل' دماغ' پھیپھڑوں کے بغیر بنایا۔اس کی جِلد کو بہت باریک رکھا۔اس کی باڈی 98% آکسیجن' پانی سے ہی حاصل کرلیتی ہے۔جسم کی ہیئت

Tent خیمے کی طرح مشروم کی طرح بنایا۔ اس کی رگیں نروس سسٹم (Nervous System) کی طرح کام کرتے ہیں۔ اس میں خون قطعی نہیں ہوتا۔ اس لئے خون کو پمپ کرنے دل کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ اس کے جسم کے اگر ٹکڑے ہوجائیں تو وہ خود پھر باڈی کو Complete کرلیتی ہے' مرتی نہیں۔ اس کو انسان جیلی فش کا نام دیا ہے۔ حالانکہ یہ مچھلی کے خاندان کی نہیں ہے' جاننے کے لئے اس کا نام ایسا رکھا۔ اللہ نے اس کا جسم شیشہ کی طرح ٹرانسپرنٹ رکھا۔ اس کو آنکھیں اور ہڈی نہیں دی۔ وہ جب خطرہ محسوس کرتی ہے تو دشمن کو ڈرانے زبردست چمک پھیلاتی ہے۔ ستارہ فیش کی طرح وارننگ دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ وہ ہر طرح ہر چیز پر قادر ہے۔ اس نے مچھلیوں میں ایک قسم ایسی پیدا کی ہے جو پرندے تو نہیں ہیں۔ مگر وہ اُڑنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ یہ مچھلیاں ڈیڑھ میٹر کی بلندی پر 30 سیکنڈ تک فضاء میں رہ سکتی ہیں۔ ان کے گلابی پر ہوتے ہیں۔ ستر کلومیٹر فی گھنٹے کی رفتار سے سفر کرتے ہوئے 400 کلومیٹر تک کا فاصلہ طے کرسکتی ہیں۔ یہ پانی سے باہر ایک بڑی چھلانگ لگانے کے لئے اپنے سینے' پٹھوں اور پروں کو استعمال کرتی ہیں۔ اللہ نے سانپوں میں بھی ایک قسم ایسی پیدا کی ہے' جو بغیر پر کے ایک درخت سے اُڑ کر دوسرے درخت پر چلے جاتے ہیں۔ یہ سانپ اپنے جسم کو خوبصورت گول دائروں کی شکل میں موڑتے ہوئے اُڑتا ہے۔ بعض وقت تیس تیس میٹر لمبی چھلانگ بھی لگاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق دیکھئے کہ پرندوں میں چمگاڈر ایک ایسا جانور بنایا جو ہواؤں میں اُڑتا' دودھ دیتا اور بچہ جننے والا ہے۔ چمگاڈر کو اپنے وزن کے برابر یا اپنے وزن کا نصف خون چاہیئے۔ وہ زندہ رہنے کے لئے ہر روز 20 سے 30 ملی لیٹر خون پیتا ہے۔ یہ اپنے بچوں کو چوپایوں کی طرح دودھ پلاتا ہے۔ ان میں بعض پھل کھاتے ہیں' بعض کیڑے مکوڑے بھی کھاتے ہیں اور ایک نسل خون پیتی ہے۔ دس ماہ میں ایک بچہ دیتی ہے۔ ان کے بچے پیدائش کے وقت اندھے ہوتے ہیں۔ لیکن ہر بچہ کی ماں اپنے بچہ کو پہچان لیتی ہے اور اپنے ہی بچے کو

دودھ پالتی ہے۔ یہ جانوروں پر اپنے نوکیلے دانتوں سے سوراخ کرتے ہیں اور منہ سے ایک لقب نکالتے ہیں' جس سے خون منجمد نہیں ہوتا۔ اگر ان کو دو راتوں تک خون نہ ملے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ ان کی عمر زیادہ سے زیادہ 180 سال ہوتی ہے۔ ان کو سائنس کی زبان کے نام میں Desmodus Rotundus جانا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ' دنیا میں ایک کروڑ سے زیادہ اقسام کے کیڑے پیدا کیا ہے' جس میں سے 10 لاکھ دریافت کئے جا چکے ہیں۔ اگر تمام انسانوں کا وزن کیا جائے اور تمام کیڑوں کا وزن کیا جائے تو کیڑوں کا وزن 70 گنا زیادہ ہوگا۔ ان کیڑوں میں سب سے زیادہ زمین اور عقلمند Intellectual شہد کی مکھی اور چیونٹی ہے۔ چیونٹی کو اللہ نے اپنے وزن سے 20 گنا زیادہ وزن اٹھانے کی طاقت دیا ہے۔ اگر انسان کے پاس یہ طاقت ہو تو 5 سال کا بچہ پوری گاڑی اٹھا لے گا۔ 12 ہزار سے زیادہ چیونٹیوں کی اقسام دریافت ہو چکی ہے۔ یہ برفانی علاقوں میں اپنی کالونی نہیں بنا سکتی۔ چیونٹی کو اللہ نے پھیپھڑے نہیں دیئے اور اس کے پورے جسم پر سوراخ پیدا کئے۔ ان ہی سے وہ سانس لیتی' آکسیجن لیتی اور کاربن ڈائی آکسائیڈ خارج کرتی ہے۔ چیونٹی کو کان نہیں ہوتے' وہ زمین کے وائبریشن (Vibration) سے سنتی ہے۔

چیونٹی کی ملکہ مادہ چیونٹی (Female Ant) اپنے گروپ کا پورا انتظام کرتی ہے۔ کیڑوں میں سب سے بڑا دماغ چیونٹی کا اللہ نے رکھا۔ خطرہ ہوتے ہی ملکہ چیونٹی اپنے جتھے کو اطلاع دیتی ہے یہ جب بل سے نکلتی ہے تو دور جا کر غذا حاصل کرنے کے بعد پھر اپنے ہی بل میں اسی جگہ واپس آتی' بھٹکتی نہیں۔ چلتی ہے تو لمبی قطار میں چلتی ہے۔

انسان' معدنیات کے مصنوعی پَروں کے ذریعہ ہوائی جہاز اُڑاتا ہے۔ انسان اپنے ہوائی جہاز کو اُڑانے مصنوعی معدنیات کے پَروں کا محتاج ہے' جس پر کروڑہا روپئے خرچ کرتا ہے مگر اللہ نے پرندوں کو ایسے پر دیئے کہ وہ بھی انسان کے ہوائی جہازوں کی بلندی تک بغیر پیتل تانبے اور دیگر معدنیات کے اُڑتے ہیں۔ انسانی جہاز' کمپیوٹر سے راستہ معلوم کرتے ہیں۔ اللہ کی یہ مخلوق بغیر کسی کمپیوٹر کے اُڑتے ہیں اور پھر اپنے مقام پر واپس آتے ہیں۔

المصور: (صورت' شکل بنانے والا)

● یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا ۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۔ (الحشر۔ ۱۳)

ترجمہ: لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ درحقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت دار وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیزگار ہے' یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات ہے' وہ خالق ہونے کے ناطے مخلوقات کو صرف بناتا اور پیدا ہی نہیں کرتا' بلکہ المصور ہونے کے ناطے ان کی خوبصورت صورتیں شکلیں بناتا ہے اور اپنی صفت المصوری کو ظاہر کرتا ہے۔ ہر مخلوق کی تخلیق مکمل کرنے تک ان کے رنگ' صورت' شکل' جسامت کی شکلیں مختلف انداز کی بناتا رہتا ہے' جس کی وجہ سے جانداروں کے بچپن' جوانی اور بوڑھاپے کا اندازہ اور پہچان آسانی سے ہوتی ہے۔

چنانچہ یہ اللہ کی مصوری کا کمال ہے کہ اس نے جتنی بھی مخلوقات بنائی' ہر ایک کی صورتیں' شکلیں' رنگ' قد' جسامت' صفات' عادتیں الگ الگ رکھی۔ چنانچہ ہر مخلوق میں ان کی جنس کے لحاظ سے صورتیں الگ الگ ہونے سے انسان ہی نہیں جانور بھی ان کو پہچان لیتے ہیں۔ پھر ان کے نام بھی ان کی ہیئت کے لحاظ سے الگ الگ رکھے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مصوری کا کمال ہے۔ لَا مُصَوِّرُ اِلَّا اللّٰہ ۔ بے شک اللہ جیسا مصور کوئی دوسرا نہیں۔ اللہ نے یہ سب اختلافات سے جاندار مخلوقات کی آسان پہچان اور ان سے فائدہ اٹھانے کے لئے رکھا ہے۔

انسان' اللہ کی بنائی چیزوں کو دیکھ کر نقل کرتا ہے

سب سے پہلے یہ بات سمجھئے کہ انسان جتنی بھی چیزوں کی تصاویر یا چیزیں بناتا ہے' وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کی بنائی ہوئی مخلوقات کو دیکھ کر نقل کرتا ہے۔ چنانچہ انسان چڑیا اور

پرندوں کو دیکھ کر ہوائی جہاز بنائے' مچھلی اور پانی کے جانوروں کو دیکھ کر پانی کے بڑے بڑے جہاز بنائے۔ زمین پر چرندوں کو دوڑتا ہوا دیکھ کر تیز رفتار سواریاں بنائیں۔ بڑ باغل اور مچھر کے کاٹنے اور جسم کے سوراخ سے خون کو منجمد کرنے کے طریقہ کو دیکھ کر آپریشن کرنا سیکھا۔ شہد کی مکھیوں سے مختصر جگہ میں کامپلکس بنانا سیکھا اور ان کے ڈسپلن اور انتظامات کو جان کر مختلف شعبے کے ذمہ دار بنائے۔ ہوا کو' ہزاروں ٹن پانی کو آسمان پر سمبھالے اور اُڑاتے ہوئے دیکھ کر اپنی لاریوں' بسوں' موٹروں کے ٹیوب میں ہوا بھر کر چلانے لگا۔ زمین پر ہریالی اور پھولوں کو پھیلا ہوا دیکھ کر گھروں میں قالین بچھانا سیکھا۔ چاند کی دھیمی روشنی سے گھروں میں نائٹ بلب لگانا سیکھا۔ جانداروں کے جسموں میں معدہ کا نظام دیکھ کر اپنی گاڑیوں میں ٹانکی لگانا سیکھا۔ جانداروں کے دماغ کی کسی قدر معرفت حاصل کر کے کمپیوٹر بنایا۔ پانی کے جانوروں کو دیکھ کر تیرنا سیکھا۔

اللہ کسی چیز کو دیکھ کر شکل وصورت نہیں بناتا

اللہ تعالیٰ کو کسی بھی مخلوق کی صورت شکل بنانے کسی چیز کو دیکھنے' نقل کرنے کی ضرورت ہی نہیں' نہ اس کو کسی نے صورت شکل بنانا سکھایا۔ وہ خود ہی سے مصور ہے۔ اس کی مصوری کا کمال ہے کہ ہر مخلوق کی شکل وصورت کو جیسی ہیئت اور ضرورت تھی اور اعضاء کو جہاں جہاں بنانا تھا' وہیں پیدا کرتا ہے۔ پھر ان کا نام بھی ان کے لحاظ سے رکھا۔ مثلاً ہاتھی کا نام بلی اور بلی کا نام ہاتھی نہیں رکھا۔ شیر کا نام شیر رکھنے سے اس کی ہیئت اور رعب سمجھ میں آتا ہے۔ پہاڑ کا نام پہاڑ رکھنے سے اس کے بھاری پن کا اندازہ ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کائنات کی مخلوقات صرف پیدا ہی نہیں کیا' بلکہ اپنی کائنات کو مختلف رنگوں سے آراستہ کر کے بے انتہاء خوبصورت بنا دیا' تا کہ انسان اپنے مالک کی مصوری کو سمجھ سکے اور ان چیزوں میں رغبت اور سکون بھی حاصل کر سکے۔ اگر پوری کائنات کی چیزیں ایک ہی رنگ کی یا پھر کالی' سفید ہوتی تو یہ کائنات خوبصورت نظر نہیں آتی۔ رنگوں ہی سے خوبصورتی نکھرتی ہے۔

آسمان کی شکل وصورت پر غور کیجئے

اللہ تعالیٰ آسمان بنایا اور سب سے نیچے کے آسمان کا رنگ دن کے وقت ہرا رکھا۔ پھر آسمان سے قریب اَبر کو سفید' لال' کالے' نیلے رنگوں سے بھر دیا اور رات کے وقت آسمان اندھیرے کی وجہ سے کالا نظر آتا ہے اور ستاروں کو چمکدار سفید شکل دے کر کالے آسمان کو تاروں سے سجا دیتا ہے۔ ستارے اور سیارے چھوٹے بڑے ہیں مگر اللہ تعالیٰ آسمان پر خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے وہ انسانوں کو چھوٹے چھوٹے ایک ہی سائز کے دکھاتا ہے۔ آسمان برسوں سے قائم ہے مگر ہر روز نیا کا نیا نظر آتا ہے۔ کبھی بوسیدہ اور دراڑ والا نظر نہیں آتا اور انسان اسے بار بار دیکھ کر اس کی خوبصورتی سے دن میں الگ اور رات میں الگ سکون اور لذت حاصل کرتا ہے۔ کبھی دیکھنے سے بیزار نہیں ہوتا۔ ذرا غور کیجئے کہ اللہ نے آسمان کو تاروں سے سجا کر اتنا خوبصورت کس کے لئے بنائے رکھا ہے۔ کیا جانور اس پر غور کریں گے؟ اللہ اگر اس کو اتنا خوبصورت نہ بھی بناتا تو انسان کو دنیا میں بہر حال زندگی گزارنا پڑتا تھا۔ آخر اللہ کی اس مصوری سے انسان متاثر ہو کر اُسی اکیلے کی قدرت کا اقرار کیوں نہیں کرتا؟ بے شک اللہ کے سوا کوئی دوسرا ایسا مصور نہیں ہے۔ آسمان کو زمین کے اطراف کمبل کی طرح اُڑائے رکھا اور وہ ایسی ٹھنڈک سے سورج کی الٹرا وائلٹ شعاعوں سے اس کو محفوظ رکھتا ہے۔

زمین کی شکل وصورت پر غور کیجئے

اللہ تعالیٰ نے زمین بنائی اور زمین کو آسمان کی طرح مسطح سپاٹ نہیں بنایا' بلکہ زمین کو پہاڑوں' وادیوں' سمندروں' ندی نالے' ریگستانوں اور نباتات' حیوانات' جنگلات سے سجا دیا اور زمین کو پھولوں' پھلوں کے درختوں سے آباد کر کے ہریالی اور سبزا اُگا کر مٹی پر قالین کی طرح بچھا دیا۔ پھر درختوں کو ہرا رنگ دے کر پھول اور پھلوں سے سجایا۔ اگر سارے درخت اور پھول ایک ہی رنگ یا بے رنگ ہوتے اور ان میں خوشبو نہ رکھتا' تب بھی انسان زندگی گزارتا

تھا۔ مگر اس نے انسان کو دنیا میں مہمان بنا کر دنیا کو مختلف خوبصورت چیزوں سے سجایا۔ تا کہ انسان، اللہ کی نعمتوں سے لطف لیتا ہوا زندگی گزارے، بیزار نہ ہو اور شکر گزار بنے۔

زمین کو کہیں کالی، کہیں بھوری، کہیں لال اور کہیں ریتیلی رکھا اور زمین کے مختلف حصوں کو بے انتہاء خوبصورت بنا کر دنیا میں جنت کی ہلکی سی جھلک دیکھنے کے قابل بنا دیا۔ جس کی وجہ سے انسان کو تفریح اور سکون حاصل کرنے کشمیر، دہرادون، میسور، اوٹی، آفریقی و یوروپی ممالک میں بہت سارے علاقوں کو حسین و خوبصورت بنایا ہے۔ جہاں انسان جاتے اور اللہ کی تخلیق کی مصوری کے نمونے دیکھتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے کہ اگر وہ زمین پر یہ سب نہ سجاتا تو بھی انسان کی زندگی گزرتی، مگر انسان کو آرام، سکون اور راحت کے سامان پوری زمین میں پھیلا دیئے ہیں۔ مگر پھر بھی انسان، اللہ کا شکر ادا کرنے نماز نہیں پڑھتا، اطاعت نہیں کرتا۔ دنیا کی زندگی میں اگر کوئی انسان اپنے مہمان کے آنے پر گھر کو سجائے، عمدہ غذائیں تیار کرے، آرام دے سامان اور عزت عطا کرے تو انسان اس کے اس اکرام پر اس کا دیوانہ بن کر شکر گزار بن جاتا ہے اور اس کی تعریف ہی تعریف کرتا رہتا ہے۔ مگر اللہ کے احسانات و اکرام اور ضیافت سے غافل بنا ہوا ہے، ناشکرہ اور نافرمان بنا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ، زمین کو سمندروں سے آباد کیا اور زمین کی شکل و صورت ایسی بنائی کہ زمین کی مختلف وادیوں میں تالاب بنتے ہیں، دریا، ندی نالے بہتے ہیں، جس کی وجہ سے انسان کو گھروں میں بورویل کے ذریعہ پانی ملتا رہتا ہے۔ زمین زرخیز بنی رہتی ہے۔ سمندروں میں موجیں لہریں پیدا کر کے اور پھر مدوجزا کے ذریعہ بے انتہاء خوبصورتی پیدا کرتا ہے اور پانی کے جانوروں کو تیرا کر انسان کو لذت دیتا، سمندروں کی تہہ میں جانوروں کے لئے رنگین خوبصورت نباتات اُگاتا ہے۔ سمندروں میں انسان 70 میٹر تک ہی جا سکتا ہے، کیونکہ اندر اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔

پہاڑوں کی شکل و صورت پر غور کیجئے

زمین پر بڑے چھوٹے پہاڑ رکھے اور پھر بہت سارے پہاڑوں پر آسمان سے میٹھے پانی کی برف برسا کر برف کی سفید چادریں بچھا رکھا ہے۔ تا کہ انسان سمندر کا کھارا پانی نہ

پی کر پہاڑوں سے بہتا ہوا میٹھا پانی استعمال کرے۔ آسمان سے اَبر کو اولے بنا کر بادلوں کو روئی کے گالوں کی شکل میں زمین پر برساتا ہے۔ تاکہ انسانوں' جانوروں ان کے مکانات اور کھیتوں کو نقصان نہ ہونے پائے۔ آسمان سے برف کو بڑے ٹکڑوں یا بڑے پتھروں کی طرح نہیں گراتا' بلکہ اپنی حکمت سے روئی کے گالوں کی طرح چھوٹے چھوٹے سفید کرسٹل نما بنا کر گراتا ہے اور یہ بھی غور کیجئے کہ پانی جب آسمان سے برستا ہے تو رنگین لال' ہرا' کالا' نیلا نہیں ہوتا' بلکہ پاک صاف سفید یعنی بے رنگ برستا ہے۔ جبکہ آسمان پر اللہ تعالیٰ اَبر کو نیلے' سفید' کالے' لال رنگ کے دکھاتا ہے۔ اولے بھی بغیر رنگ کے ہلکے سفید ہوتے ہیں۔ یہ سب خوبصورتی انسانوں کی آنکھوں کو ٹھنڈک دینے پیدا کرتا ہے۔ تاکہ انسان اللہ کی مصوری سے اس کی تخلیق کو سمجھے' متاثر ہو کر اس کی حمد بیان کرے اور اس کی قدرت کو مانے اور شرک سے دور رہیں اور شکر ادا کرے۔

اللہ نے مختلف پہاڑوں کو مختلف رنگ کے پتھروں سے سجایا۔ کہیں کالے' کہیں لال اور کہیں سفید اور کہیں بھورے اور کہیں نیلے اور کہیں سنگ مرمر کے پتھروں سے پہاڑوں کو سجایا۔ ان پہاڑوں پر پتھروں کو عجیب انداز میں جمائے رکھا۔ اکثر ایک چھوٹے پتھر پر بڑی بڑی وزنی چٹانیں رکھی اور دیکھنے میں وہ اتنی اُدھر نظر آتی ہیں کہ ذرا سے دھکے میں گر جائے گی۔ اس چٹان کا تھوڑا سا حصہ چھوٹے پتھر پر ٹکا ہوا ہوتا ہے۔ باقی چٹان بغیر سہارے کے معلق ہوتی ہے۔ پہاڑ کے پتھروں کو دیکھنے سے یہ نظر آتا ہے کہ کسی نے باقاعدہ ان کو انسانوں کو متاثر کرنے اس طرح جمائے رکھا ہے۔ حالانکہ زمین پر زلزلے اور ہوا کے طوفان آتے رہتے ہیں۔ مگر وہ بڑی چٹانیں لڑھکتی نہیں' اپنی جگہ جمی رہتی ہیں۔

پہاڑوں پر چھوٹے چھوٹے پودے اُگا کر ڈھانک دیا اور بعض پہاڑوں پر سے پانی کو آبشاروں کی شکل میں زمین پر گراتا ہے۔ آخر یہ سب خوبصورتی اور مصوری سے کیا جانور متاثر ہوتے ہیں؟ کس کو ان چیزوں پر غور کرنے کی صلاحیت دی گئی؟ کس کے دل ودماغ کو یہ نظارے متاثر کرتے ہیں؟ ان سے انسان ہی متاثر ہوتا ہے' اس لئے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت

کو سمجھانے انسانوں کو کائنات کی مخلوقات میں غور وفکر کرنے کی تعلیم دی ہے۔اس لئے کہ سب سے اعلیٰ عقل وفہم انسان ہی کو عطا کیا ہے۔جانور یہ تمام نظاروں کو دیکھتا ہے مگر غور وفکر نہیں کرسکتا۔نہ انہیں غور وفکر کی صلاحیت دی گئی ہے۔مگر انسان اعلیٰ دماغ رکھ کر بھی دماغ سے غور وفکر کے ذریعہ اللہ کو پہچاننے کے بجائے معمولی کام لے رہا ہے۔

دنیا میں انسان کسی آرٹسٹ کی پینٹنگ اور آرٹ کو دیکھ کر تو متاثر ہوتا ہے اور اس کی بار بار تعریف کرتا ہے' اس کو اپنے گھروں میں سجاوٹ کے لئے لگاتا ہے' مگر اللہ کی مصوری اور آرٹ سے متاثر کیوں نہیں ہوتا؟ مخلوقات کی کاریگری سمجھ کر آرٹسٹ کی تعریف کرتا ہے۔مگر اللہ کی مصوری سے متاثر نہیں ہوتا۔اگر اللہ' دنیا کی چیزوں میں اپنی کاریگری نہ بھی ظاہر کرتا تب بھی انسان چارو ناچار زندگی بہرحال گزارتا۔اللہ نے اسے بیزاری کے ساتھ زندگی گزارنے سے بچانے اپنی قدرت کی کاریگری ظاہر کرکے دنیا کی چیزوں میں کشش اور رغبت پیدا کردی۔اپنی ذات کے بجائے صفات سے پہچان کروا رہا ہے۔

ریگستانوں کی شکل وصورت پر غور کیجئے

اللہ نے زمین پر ریگستانوں کو بھی عجیب خوبصورتی کے ساتھ سجایا ہے۔ریگستان کی ریت انتہائی نرم روئی کی طرح باریک رکھی' جس میں پیر دھنس جاتے ہیں۔پھر اس ریت کو ایک خاص انداز میں بچھائے رکھتا ہے۔ریت کی لہروں کو دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی نے حساب سے برابر برابر فاصلہ سے ریت کی یہ لہریں بنائی ہے اور جمائے رکھا ہے۔ریت میں ہوا کا طوفان بہت سخت لاتا اور ریت کے ٹیلوں کو جس طرح ہوا' پانی کے بخارات کو اڑائے لے جاتی ہے' اسی طرح ریت کو اُڑا کر ٹیلے دوسرے مقامات پر منتقل کردیتا ہے۔یہ سب کاریگری کئی خداؤں کی نہیں صرف اللہ واحد کی مصوری کا کمال ہے۔ جس کی بادشاہت کائنات کے ذرہ ذرہ پر ہے۔اگر انسان کائنات میں غور کرے تو اللہ کو ایک اور اکیلا مانے بغیر نہیں رہ سکتا اور اسے احساس ہوجاتا ہے کہ اللہ جیسی قدرت کسی دوسرے میں نہیں۔ ہر مخلوق اللہ کی کاریگری کا شاہکار ہے۔زمین بھی اللہ کی مصوری کا

شاہکار ہے۔اللہ نے تمام جانوروں سے الگ ریگستان میں سفر کو آسان بنانے کے لئے اونٹ جیسے جانور کو پیدا کیا اور اپنی مصوری سے اونٹ کو وہ تمام خصوصیات سے آراستہ کیا جو ریگستان کے لئے ضروری ہیں۔سب سے اہم بات یہ کہ ریگستان میں پانی کم ملتا ہے۔ اونٹ وہ جانور ہے جو 15 سے 20 دنوں تک پانی اپنے اندار محفوظ رکھ سکتا ہے اور بغیر پانی پیئے رہ سکتا ہے۔ریگستان میں چارہ نہیں ملتا تو وہ کانٹی دار چارہ کھاتا ہے اور اللہ نے اس کے منہ میں ایسا لعب پیدا کیا ہے کہ کانٹے اس کے منہ میں نرم ہو جاتے ہیں۔کیا اونٹ میں اللہ کی مصوری انسان کو نظر نہیں آ رہی ہے؟ آخر وہ اپنے مالک سے غافل کیوں ہے؟ یہ سب اللہ تعالیٰ کے تخلیقی انتظامات ہیں۔

سارے جانوروں کو ایک ہی طرح کی صورت شکل نہیں دی

اس نے زمین پر جانور پیدا کیئے۔ جانوروں میں چرند' پرند اور درندے اور حشرات الارض بنائے۔ یہ بھی اللہ کی مصوری کا کمال ہے کہ ہر اقسام کے جانوروں کی الگ الگ صورت بنائی۔ پھر ان میں صرف ایک ہی رنگ' ایک ہی قد' ایک ہی شکل وصورت اور ایک ہی جسامت اور ایک ہی آواز اور ایک ہی چمڑی نہیں رکھی۔ ہر ایک کو الگ الگ صورت اور رنگ دے کر ان کی پہچان کو آسان بنا دیا۔ پرندوں میں ایک سے اعلیٰ ایک رنگ' خوبصورتی اور آواز رکھی اور ان کو انتہائی خوبصورت اور نازک ومعصوم بنایا۔مور' طوطا' تتلیاں مختلف چڑیوں اور کبوتروں کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی مصوری کھل کر نظر آتی ہے۔ پرندے خود اپنی خوبصورتی پر غور نہیں کر سکتے۔اللہ نے ان میں جو خوبصورتی رکھی ہے' اس سے انسان متاثر ہوتا ہے' انسان کو لذت ملتی ہے۔تتلیوں کو اللہ تعالیٰ ان پر رنگین پوڈر پیدا کر کے خوبصورت ڈیزائن بناتا ہے۔ نر مور خاص طور پر اپنی دُم کھول کر ناچتے ہوئے حسن کا نظارہ دیتا ہے۔مور اور طوطے کو بہت سے رنگوں سے آراستہ کیا۔ کبوتروں میں مختلف اقسام کے کبوتر الگ الگ رنگ اور جسامت دے کر پیدا کرتا ہے اور انسانوں کی دل بہلائی کا سامان کیا اور اپنی مصوری سمجھائی کہ اللہ جیسا

مصور دوسرا نہیں' مگر پھر بھی انسان توحید اختیار نہ کر کے شرک کرتا ہے۔ اس کو کبوتر الگ الگ شکل وصورت' رنگوں کے بنانے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مگر اللہ نے صرف انسان کو اپنی مصوری سمجھانے کے لئے ان کو جنگلی کبوتروں سے الگ بنایا ہے۔ مور' طوطے اور دوسرے پرندوں کو بے انتہاء خوبصورتی آخر کس کو لبھانے عطا کی ذرا غور کیجئے۔

جانوروں کی صورت وشکل ایک جیسی رکھتا تو پہچان ہی نہیں ہوتی

اگر اللہ تعالیٰ چرندوں' پرندوں اور درندوں کی شکل وصورت اور ہیئت الگ الگ نہ بناتا تو انسان ان سے نہ فائدہ اٹھا سکتا تھا نہ نقصان سے بچ سکتا تھا' نہ متاثر ہو سکتا تھا۔ مثلاً تمام پرندوں کو کوا' کوئل جیسے کالے رنگ کے رکھتا اور ہر پرندے کو کوا جیسا رنگ' آواز' جسامت' فطرت' عادات' شکل وصورت میں بناتا تو انسان' پرندوں میں ایک سے بڑھ کر ایک خوبصورتی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ نہ مرغی اور کبوتروں' طوطا' لوبرڈ کو اپنے گھروں میں پالنے میں دلچسپی رکھتا اور نہ مور' مرغی کے انڈے' گوشت کھا سکتا تھا۔ اس لئے کہ انہیں پہچان ہی نہیں سکتا تھا۔ مرغی کے بجائے کوا' چیل' کوئل' گدھ کھا لیتا۔ نہ یہ پرندے اس کو مرغی کی مقدار میں ملتے تھے۔ اسی طرح چرندوں میں گھوڑا' گدھا' بکری' اونٹ' ہاتھی' گائے' بیل' بھینس' زبرا' نیل گائے' خرگوش' ہرن' کنگارو سب کو ایک قد' ایک ہی آواز' ایک ہی جسامت' ایک ہی رنگ والا رکھتا تو انسان ان میں اپنی سواری کے جانوروں کو نہیں پہنچان سکتا تھا اور نہ ان کا دودھ' گوشت حاصل کر سکتا تھا۔ گوشت حاصل کرنے گائے' بکری سمجھ کر ہاتھی یا کنگاروں کو پکڑ لیتا۔ سواری کے لئے کنگارو' بکری کو پکڑ لیتا۔ درندوں میں شیر' ببر' چیتا' بلی' کتا' ریچھ' سور ایک جیسے ہوتے تو ان میں فرق ہی نہیں کر سکتا تھا اور بلی و کتا حاصل کرنے شیر یا سور پکڑ لیتا اور نقصان اٹھاتا۔

یہ بھی اللہ کی مصوری کا کمال ہے کہ اس نے ساری دنیا میں کوا' طوطا' جنگلی کبوتر' ہاتھی' گھوڑا' بندر' زبرا' اونٹ' کتا' بلی اپنی اپنی جنس میں بالکل ایک جیسے بنایا۔ جس کی وجہ سے ہم دنیا میں کوا' جنگلی کبوتر' مرغی' طوطا' مور' بندر' ہاتھی' اونٹ' کتا' بلی کو دیکھ کر پہچان ہی نہیں سکتے کہ یہ کس

ملک کے ہیں۔ پوری دنیا کے ممالک میں یہ جانور بالکل ایک جیسے پیدا کرتا ہے۔ان کی آواز' ان کی عادتیں' صفات' غذائیں' شکل وصورت' قد' سب ایک ہی طرح کے رکھا۔

نباتات میں ہر اقسام کی شکل وصورت الگ الگ بنائی

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمام درختوں اور پودوں کی شکل وصورتیں' جسامت' ان کے پھول' پتے' ڈالیاں' پھل رنگ روپ الگ الگ بنائے۔ جس کی وجہ سے انسان آسانی سے ان کو دنیا کے کسی بھی ملک میں پہچان لیتا ہے۔ اگر سب درخت اوران کے پھول پھل ایک جیسے ایک ہی رنگ اور جسامت اور شکل وصورت کے ہوتے تو انسان غلّوں' اناج' ترکاریوں اور پھلوں کی جگہ زہریلے پتے پھل کھالیتا۔ میوؤں کی جگہ کڑوے کسالے پھیکے جنگلی پھل جو جانوروں کے لئے ہوتے ہیں' وہ کھالیتا۔ چاول اوردالوں کی جگہ کوئی دوسری چیز پکا لیتا۔ اللہ نے ہر چیز میں اختلاف پیدا کرکے ان کی پہچان نہ صرف انسان' بلکہ جانوروں کے لئے بھی آسان کردی۔

اللہ نے ہر مخلوق کے نام بھی الگ الگ رکھے

اللہ تعالیٰ اپنی صفت مصوری کے ذریعہ کائنات کی مخلوقات کو نہ صرف الگ الگ صورت وشکل دے کر بنایا' بلکہ ان کی شناخت اور پہچان آسان کرنے کے لئے ان کے نام بھی ان کی طبیعت' عادات' ہیئت جیسی بنائی ویسے ہی رکھی۔ ان کی آوازوں سے بھی ان کی ہیئت کا اظہار ہوتا ہے۔ جیسے شیر کا نام شیر رکھا اوراس کی آواز بلی کی آواز کی طرح نہیں رکھی۔ گھوڑے کی آواز کتے کی آواز کی طرح نہیں رکھی۔ بلی کا نام بلی رکھا اوراس کی آواز اسی طرح نرم رکھی۔ چاند کا نام چاند رکھا اوراس کی روشنی ٹھنڈی رکھی۔ سورج کا نام اس کے لحاظ سے سورج رکھا اوراس کی روشنی کو گرم اور تیز رکھا۔ جانداروں کے بچوں کی آوازیں بچپن میں بچوں جیسی ہی رکھا۔ اگر بچوں کو بچپن میں داڑھی مونچھ نکل آتے اورآواز بڑوں جیسی موٹی ہوتی یا عورتوں کی آواز مردوں جیسی رکھتا تو ان کی آوازوں میں لوچ اور کشش نہ

ہوتی۔ یہ سب اللہ کی مصوری کا کمال ہے۔ مرغ کی ہیئت اور خوبصورتی' نر مور کی ہیئت اور خوبصورتی' نر کبوتر کی ہیئت اور خوبصورتی' نر شیر کی ہیئت اور خوبصورتی' بارہ سنگھا کی ہیئت اور خوبصورتی' بکرے کی ہیئت اور خوبصورتی مادہ جانوروں سے بالکل الگ رکھتا ہے۔ مادہ میں نرمی' بچوں سے محبت' قوت برداشت' صبر ہر عضو میں سیکس' حسن و کشش الگ ہی رکھا اور نازک گڑیا جیسی بنایا۔ انسانوں میں بھی عورت کے مقابلہ مرد کی طاقت' چہرہ آواز' ڈیل ڈول' جسم میں سختی عورت سے الگ بنایا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی مصوری کا کمال ہے۔

اللہ نے فرشتوں سے چیزوں کی پہچان اور نام پوچھے

قرآنِ مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے واقعہ میں اللہ نے فرشتوں سے کہا کہ ''میں وہ حقیقت جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے اور اللہ نے آدم کو سب چیزوں کے نام سکھائے اور پھر ان (چیزوں) کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان چیزوں کے نام بتاؤ''۔ گویا فرشتوں کے سامنے چند مخلوقات کو پیش کر کے ان کے نام اور پہچان اللہ نے پوچھا۔ اس لئے کہ زمین پر خلافت کے لئے ان چیزوں کے بارے میں مکمل معلومات' علم اور پہچان ہونا لازمی تھا۔ فرشتے ان چیزوں کا تعارف نہیں رکھتے تھے۔ واللہ علم۔ اللہ نے انسان کو خلیفہ زمین بنا کر ہر چیز جو دنیا میں استعمال اور انسان کے تصرف میں آنے والی تھی' ان کی شناخت کروا کر زندگی گزارنا آسان کر دیا۔ انسان ان چیزوں کو اپنے تصرف میں لا کر ان میں غوروفکر کر کے اللہ کی قدرت جان کر خالص اللہ کی توحید اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے۔

انسانوں کی زبانوں کے بنیادی الفاظ کی بھی شکل وصورت بنائی

اللہ تعالیٰ کی یہ بھی مصوری کا کمال ہے کہ اس نے انسانوں کے لئے دنیا کی زندگی گزارنے جتنی زبانیں بنائی ہیں' ان زبانوں کے بنیادی الفاظ کی بھی شکل وصورت بنائی' جس کی وجہ سے انسان ان بنیادی الفاظ مثلاً ا' ب' ت' A,B,C سے اپنی اپنی بولیاں سیکھتا ہے۔ پھر ان الفاظ سے جملے بناتا اور ان جملوں اور علم کو کتابوں میں محفوظ کر لیتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ مدرسہ' اسکول' کالج'

یونیورسٹی بنا کر انسانوں کی سائنس وٹکنالوجی اور وحی اِلٰہی کا علم دے رہا ہے۔ زبانوں کے بنیادی الفاظ کو شکل وصورت بنانا' اللہ کے سوا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس لئے کہ ساری زبانیں انسان کی نہیں اللہ کی ہیں۔ یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ اردو' فارسی' عربی یا تلگو یا کنڑی' ہندی یا سنسکرت کے بنیادی الفاظ ایک ہی ہیں۔ مگر اللہ نے ہر قوم کے لئے ان ہی الفاظ سے زبان کا لہجہ الگ الگ کر دیا۔ اگر بنیادی الفاظ کی شکل نہ ہوتی تو زبانیں وجود میں نہ آتی تھیں۔

اللہ' مخلوقات کی شکل بغیر کسی سہارے اور اسباب کے بناتا ہے

انسان کسی چیز کی تصویر بناتا ہے تو اسے دیوار' لکڑی' تختہ' کاغذ' کپڑا' قلم' سیاہی' رنگ کی محتاجی ہوتی ہے۔ ان اسباب کے بغیر یا مٹی' پتھر' دھاتوں کے بغیر انسان کوئی مجسمہ نہیں بنا سکتا۔ مگر اللہ تعالیٰ اپنی مصوری میں کسی چیز کا محتاج نہیں۔ اس نے نور پر تصویر بنا کر فرشتوں کی تخلیق کیا۔ آگ پر تصویر بنا کر جنات کی تخلیق کی۔ پانی کے قطروں پر تصویر بنا کر جانداروں کی تخلیق کرتا ہے۔ کسی کو بند انڈوں میں بغیر مشین اور آلہ کے شکل وصورت بناتا ہے' کسی کو بند ماں کے رحم میں جہاں اندھیرا ہوتا ہے' شکل وصورت بناتا ہے۔ نباتات کے مردہ بیجوں میں درخت اور پودوں کی شکل اور ان کا پورا ڈاٹا محفوظ کرتا ہے۔ انسان جو چیز بھی بناتا ہے' وہ چند دنوں میں کمزور اور داغ دوزی کے قابل ہو کر خراب ہو جاتی ہے۔ رنگ پھیکا پڑ جاتا ہے' مگر اللہ کی تخلیق کی ہوئی مخلوقات جسے وہ باقی رکھنا چاہتا ہے' کبھی خراب یا داغ دوزی کے قابل نہیں بنتی۔ مثلاً سورج' چاند' ستارے' آسمان' ہوا' پانی' پہاڑ وغیرہ۔

روح اور عقل بنا کر ظاہری شکل وصورت نہیں دی

اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو ایسی بنایا کہ وہ موجود ہوتے ہوئے نظر ہی نہیں آتی مثلاً روح اور عقل۔ اگر اللہ ان کو نظر آنے والا جسم عطا کرتا تو ہر آدمی کو دیکھ کر اندازہ ہو جاتا کہ یہ کتنا عقلمند ہے اور کتنا بے وقوف ہے۔ جان اور روح کو اللہ اپنی حکمت و دانائی سے تخلیق کرنے کے باوجود جسم نہیں دیا۔ ورنہ ان کو جسم میں داخل ہونے اور خارج ہونے میں بہت مشکل پیدا ہو جاتی۔

پھر انسان نہ کسی جانور سے جان نکلنے دیتا اور نہ کسی انسان کو مرنے دیتا' روح کو لپٹ جاتا۔ عزرائیلؑ کو روح نکالنے ہی نہیں دیتا۔ روح کو جسم نہ رہنے سے بادشاہ اور غلام' دولت منداور فقیر سب مرنے پر مجبور ہیں۔ انسان کو اللہ نے ایسا جسم دیا کہ وہ نیند لیتا ہے تو جان موجود رہتی ہے' جس کی وجہ سے سانس اور دل کی حرکت دوسرے اعضاء وغیرہ کام کرتے رہتے ہیں۔ دورانِ خون برابر جاری رہتا ہے۔ روح نکل جاتی ہے پھر اللہ ہی کے حکم سے دس' بارہ گھنٹوں کے بعد واپس آجاتی ہے۔ روزانہ نیند کی شکل سے موت کو یاد دلایا جارہا ہے۔

فرشتوں کو نورانی لطیف جسم دیا

اللہ نے فرشتوں کو تخلیق تو کیا مگران کو نورانی اور لطیف ایسا جسم دیا کہ وہ عام انسانوں کو نظر ہی نہیں آتے۔ البتہ پیغمبروں کو نظر آتے تھے۔ موت کے وقت سکرات شروع ہوتے ہی وہ ہر انسان کو نظر آتے ہیں۔ ان کو اللہ نے ایسا جسم دیا ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے کسی انسان کی شکل وصورت بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر وہ نظر آتے اور کراماً کاتبین کی شکل میں ساتھ رہتے تو پھر کوئی بھی گناہ نہیں کرتا تھا۔ حضرت جبرئیلؑ اپنے فرشتوں کے گروپ کے ساتھ کسی گھر میں آتے تو گھر والوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ آج کسی کی موت واقع ہونے والی ہے۔ گھر کے لوگ رونا' چیخ و پکار شروع کر دیتے۔ یہ سب اللہ کی حکمتیں ہیں' اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ نے حضرت جبرئیلؑ کو دو وقت رسول اللہ ﷺ کو اصلی حالت میں دکھایا۔ ان کا جسم ایسا تھا کہ سر آسمان کے قریب اور مشرق و مغرب میں دونوں بازوئیں چھ چھ سو پر تھے۔ یہ سب اللہ کی مصوری کا کمال ہے۔

پانی کو بغیر رنگ کا جسم دیا

اللہ تعالیٰ کی مصوری کے کمال پر مزید غور کیجئے کہ کسی کو تخلیق کر کے بغیر رنگ کا جسم تو دیا مگر لطیف اور مابعد رکھا۔ مثلاً پانی جس کی وجہ سے وہ جانداروں کے جسم میں' زمین میں' نباتات میں' ہواؤں میں آسانی سے جا سکتا ہے۔ جانداروں کے جسم سے آسانی سے خارج

ہوسکتا ہے۔لطیف ہونے کی وجہ سے ہوا سے زیادہ ہلکا بن کر بخارات بنتا اور ہوا میں اُڑتا رہتا ہے یا پھر برف بن کر ٹھوس سخت ہو جاتا ہے۔گویا وہ اپنی حالت بدلتا رہتا ہے۔کبھی سخت ٹھنڈا ہو جاتا ہے‘ کبھی گرم ہو کر بخارات اور بھانپ بن جاتا ہے۔یہ سب دیکھنے کے باوجود انسان‘ اللہ کی قدرت کو کیوں نہیں مان رہا ہے؟ کیا اس جیسا کمال اور قدرت کسی دوسرے میں ہے؟ اگر وہ غور کرے تو اسے ماننا پڑے گا کہ اللہ جیسا مصور اور خالق کوئی دوسرا نہیں۔اللہ تعالیٰ اپنی صفات کا علم انسانوں کو دیا ہی اس لئے ہے کہ وہ اپنے مالک کی ذات کو دیکھے بغیر صفات سے پہچانے اور مانے اور اسی کی عبدیت و بندگی کرے۔مگر انسان صفاتِ اِلٰہی ہی کو نہ سمجھ کر اس کی پہچان بھی حاصل نہیں کر رہا ہے۔عقل کا استعمال صرف دنیا کی حد تک کرتا ہے۔

ہوا کو بغیر رنگ کا بہت لطیف جسم دیا

اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق کی حکمت و دانائی سے کسی کو وجود دے کر صرف محسوس ہونے والا جسم دیا اور بہت ہی لطیف پُتلا بنایا۔جیسے ہوا‘ خوشبو‘ بدبو‘ درد وغیرہ۔اللہ نے ہوا کو پانی سے بھی زیادہ لطیف بنایا۔جس کی وجہ سے وہ جانداروں‘ نباتات میں داخل ہوتی ہے اور خارج ہوتی ہے۔وہ لطیف ہونے کی وجہ سے انسان بے انتہاء فائدہ اٹھا رہا ہے۔ہوا کی وجہ سے انسان اپنی گفتگو کو ٹیلیفون‘ ٹی وی‘ انٹرنیٹ سے دنیا کے کونے کونے میں کرتا ہے اور اپنے کاغذات‘ فیکس کے ذریعہ ایک سکنڈ میں یا موبائل فون سے اپنے اہم کاغذات کی تصاویر اور گفتگو پوری دنیا میں بھیج سکتا ہے۔یہ سب اللہ کی تخلیقی مصوری کے کمالات ہیں۔اس کی مصوری صرف چند چیزوں میں ہی نہیں‘ ساری کائنات کی مخلوقات میں ہے۔وہ مصور ہونے کے ناطے دن کی شکل الگ بنائی۔ صبح سویرے کا موسم الگ بنایا۔مینڈک 6 ماہ تک جاگتا اور چھ ماہ تک سوتا ہے۔

گرگٹ کو ایسا جسم دیا کہ وہ زندہ رہتے ہوئے اپنا رنگ بدل سکتا ہے۔اللہ نے کیکڑے کے دانت پیٹ میں رکھے۔سانپ کو ایسا جسم دیا کہ وہ زندہ رہتے ہوئے اپنی (کچلی) چمڑی بدل سکتا ہے۔مچھر کے منہ میں 22 دانت رکھا۔بعض درختوں‘ پودوں کو عین

گرما کے موسم میں نئے نئے پتے' پھول پیدا کر کے خوبصورتی اور ٹھنڈک پیدا کرتا ہے۔ چاول' گیہوں' دالوں کو جب مکمل تخلیق کر دیتا ہے تو ہر پودے کے غلہ کا دانا' دالوں کے سائز برابر برابر رکھتا ہے ورنہ دانہ چھوٹا بڑا ہو تو انسان پکانے میں مشکلات پاتا۔ خاص طور پر چاول میں ہم یہ دیکھ سکتے ہیں۔ مکئی اور انار کے دانوں کو ایک خاص شکل میں جما کر رکھتا ہے۔

شکل وصورت اور نام رکھنے سے علم سیکھنا سکھانا آسان ہو گیا

شکل وصورت اور نام رکھنے سے پہچان اور علم حاصل کرنا آسان ہو گیا۔ اگر اللہ تعالیٰ' دنیا کی چیزوں کی شکل وصورت الگ الگ نہ بناتا اور ان کے نام نہ رکھتا تو انسان کسی بھی چیز کو پہچان ہی نہیں سکتا تھا اور نہ علم سیکھ سکتا تھا اور نہ دوسروں کو سکھا سکتا تھا۔ شکل وصورت الگ الگ رکھنے اور ہر چیز کا نام رکھنے سے انسان گھر بیٹھے دوکان سے وہ چیز منگوا لیتا ہے۔ اس کی تخلیقی مصوری کی وجہ سے نہ صرف انسان کو بلکہ جانوروں کو بھی زندگی گزارنا آسان ہو گیا۔ جانور بھی اپنی اپنی غذاؤں کو شکل وصورت سے پہچان لیتے ہیں اور اپنے اپنے رہنے کے مقامات کی جگہ کو پہچانتے ہیں۔ دوست' دشمن' مدد کرنے والے کی اچھی جانکاری رکھتے ہیں۔ اگر نہ پہچانتے تو ان کی زندگیوں کو خطرہ ہوتا۔ دشمن سے غافل بنے رہتے' جگہ اور رہنے کے مقامات اور گھونسلے بھول جاتے۔ گھونسلوں سے بھٹک جاتے' پھر ان کے بچے بھوکے مر جاتے۔ غذاؤں کی پہچان نہ رہے تو زہریلے اور نقصان دہ غذائیں کھا کر مر جاتے۔ یہ صرف اللہ کی مصوری کا کمال ہے کہ اس نے صورت شکل اور نام دے کر مخلوقات کو زندگی گزارنا آسان کر دیا۔

دنیا کے علوم سیکھنے میں انسان' طلبا کو مخلوقات کے نقشے' تصاویر سے یا ناموں سے تعلیم دیتا ہے۔ ورنہ اگر شکل وصورت سے واقف نہ ہوتا' ناموں سے واقفیت نہ ہوتی تو ہر چیز سمجھانے یا تو وہ چیز لا کر بتلانا پڑتا یا اس کا نام لے کر علم دے دیا جاتا۔ مثلاً اگر شیر کی شکل و صورت علحدہ طور پر نہ بناتا اور اس کا نام شیر نہ رکھا جاتا تو انسان کو خاص طور پر شیر کے پاس لے جا کر بتلانا پڑتا تھا۔ آم' جام کے درخت اور پھل کی علحدہ شناخت اور نام نہ رکھتا تو سمجھانے

کے لئے وہ پھل لا کر یا ان کے درختوں کے پاس لے جا کر تعلیم دینا پڑتا تھا۔شکل وصورت علیحدہ علیحدہ بنانے اور نام رکھنے سے انسان کو علم سیکھنا اور سکھانا آسان ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات کے مقابلہ ہر انسان کی صورت الگ الگ بنا کر زبردست نظام قائم کر دیا

فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ ۔ (المؤمنون ۔ ۱۴)

پس بڑا ہی بابرکت ہے اللہ۔سب کاریگروں سے اچھا کاریگر ہے۔

دوسری تمام مخلوقات کے مقابلہ اللہ تعالیٰ اپنی حکمت ودانائی سے ہر ہر انسان کی صورت شکل الگ الگ بنا کر پیدا کرتا ہے۔جس کی وجہ سے انسانوں کی تہذیب وتمدن' کلچر' نظامِ زندگی میں زبردست ضابطۂ حیات قائم ہو گیا۔انسانوں میں اللہ نے عورت اور مرد کی شکل وصورت کھلے طور پر علیحدہ علیحدہ بنا کر سب سے بڑی شناخت قائم کر دی۔جبکہ بعض جانوروں میں نر اور مادہ کی کھلے طور پر پہچان اور شناخت نہیں ہوتی مثلاً بطخ' کوا' سارس' بگلا' کوئل' مچھلی' مینڈک' سانپ' مگرمچھ' کیکڑا' تامبیل' خرگوش' چیونٹی' مکوڑا' جھنگور۔

اللہ تعالیٰ اپنی حکمت سے انسانوں کو جانوروں اور نباتات کے جیسا نہیں بنایا' بلکہ ہر ملک ہر علاقے کے انسانوں کی صورتیں' شکلیں' صفات' رنگ' آنکھیں' قد' آوازیں الگ الگ رکھی۔کسی علاقے کے انسانوں کے ہونٹ موٹے' کسی کے باریک (پتلے ہونٹ والا)' کسی کو بالکل انڈے کی طرح سفید' کسی کو کم گورا' کسی کو بالکل کالا' کسی کو گندمی' کسی کو لمبا اور کسی کو کم قد والا۔کسی کو بھوری آنکھوں والا اور کسی کو نیلی آنکھوں والا (امریکن کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں)۔کسی کو کالی سفید آنکھوں والا' کسی کو دبی ناک والا' کسی کو کھڑی ناک والا' کسی کو سرخی مائل چہرے والا (اکثر پٹھانوں کے چہرے)' کسی کے گالوں پر دو طرف لال سرخی (کشمیری عورتوں کے چہروں پر دو لال سرخی مائل دھبے ہوتے ہیں)' کسی کے ہاتھ چھوٹے' کسی کو موٹا' کسی کو دُبلا۔پھر ہر ایک کی عقل وفہم الگ الگ رکھی۔یہاں تک کہ ہر

انسان کی انگلیوں کی لکیریں تک الگ الگ بنائیں۔ پوری دنیا کے انسانوں کی زبانوں یعنی بولیوں میں اختلاف رکھا۔ ہر علاقے کے لوگوں کی بولیاں الگ الگ رکھیں۔ اس اختلاف کی وجہ سے ہر انسان کس قوم' کس قبیلہ اور کس علاقے اور کس ملک کا ہے' پہچانا جاتا ہے۔ حالانکہ ان کی پیدائش کا طریقہ ایک ہی ہے۔ وہ ایک ہی ہوا' ایک ہی پانی اور ایک ہی غذا چاول' گیہوں' ترکاریاں کھاتے ہیں۔

اس کے برعکس اگر انسان بھی کوا' ہاتھی' گھوڑا' زیبرا' جنگلی کبوتروں کی طرح ایک ہی شکل وصورت' ایک ہی آواز' ایک ہی صفات اور ایک ہی قدوقامت' جسامت اور ایک ہی رنگ' ایک ہی آنکھوں' ناک اور ہونٹ والے ہوتے تو دنیا کا یہ نظام بگڑ جاتا۔ کوئی نظم اور ڈسپلن نہیں ہوتا۔ اللہ نے ہر انسان کی صورت شکل الگ الگ بنا کر زبردست طریقہ شناخت' اُصول سے زندگی گزارنے کا ضابطہ' تہذیب وتمدن اور اعلیٰ اخلاق اختیار کرنے کے قابل بنا دیا۔

اگر تمام مرد ایک ہی طرح کے ہوتے اور تمام عورتیں ایک جیسی ہوتیں تو کوئی مرد اور کوئی عورت کی آپس میں علحدہ علحدہ پہچان اور شناخت ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ گھروں میں کون باپ' کون بیٹا' کون بیٹی' کون بیوی' کون داماد ہے' پہچان ہی نہیں کرسکتے تھے۔ ایک مرد' عورتوں میں بیوی' بیٹی' بہن' سالی' بھاوج اور دوسرے رشتوں کی عورتوں یا باہر کی غیر عورتوں کی علحدہ پہچان ہی نہیں کرسکتا تھا۔ اسی طرح ایک عورت' مردوں میں شوہر' بیٹا' بھائی' داماد' دیور اور دوسرے رشتوں کے مردوں اور باہر کے غیر مردوں کی علحدہ پہچان اور شناخت ہی نہیں کرسکتی تھی۔

گھر میں شوہر آیا یا چور ڈاکو آیا یا بیٹا آیا یا پڑوسی آیا یا ماموں' چچا آیا' شناخت ہی نہیں ہوسکتی تھی۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی مصوری کا کمال ہے کہ اس نے اپنی حکمت سے ہر ہر انسان کی پہچان اور شناخت کے لئے صورتیں شکلیں' آوازیں' جسامت' رنگ' صفات الگ الگ رکھے ورنہ انسانی معاشرہ تباہ وبرباد رہتا۔

ہر مرد جس عورت کو پسند کرلیتا اس کا شوہر ظاہر کرکے یا ہر عورت جس مرد کو پسند کرتی' اس کی بیوی ظاہر کرکے اس کے گھر آجاتے اور اپنی جنسی خواہش پوری کرلیتے۔ زِنا کا ماحول

عام ہو جاتا۔ کون بھائی اور کون بیوی اور کون بہن کا تصور ہی باقی نہیں رہتا۔ اس لئے کہ ہر مرد اور ہر عورت ایک جیسے ہوتے تو شناخت ہی نہ ہوتی۔

چور کسی کے گھر میں ڈاکہ ڈالنے گھر کا فرد ہونے کی حیثیت سے ظاہر ہوتا اور دولت' نوجوان لڑکیوں کی عصمت لوٹ کر چلا جاتا۔ اس لئے کہ ہر مرد ایک جیسا ہوتا تو شناخت نہ ہوتی۔ خاندانی نظام قائم نہیں ہوسکتا تھا۔ کون کس کا باپ اور کون کس کا بیٹا اور کون کس کی بیوی اور کون کس کا شوہر ہے' ان کی تمیز ہی نہیں ہوتی۔ دنیا بھر کے جانوروں میں ایک نر' چار مادی اور چار نر' ایک مادی کے دیوانے ہو کر بغیر رشتہ کو جانے ایک دوسرے کے پیچھے پھرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ماں' باپ' بیٹا' بیٹی' شوہر' بیوی کا تصور ہی نہیں ہوتا۔ جانوروں میں جو بچہ جس جانور سے پیدا ہوتا ہے' وہ جوان ہو کر اسی مادہ سے جنسی خواہش (جفتی) پوری کرتا ہے اور جو مادہ جس نر کے نطفہ سے پیدا ہوتی ہے' جوان ہونے کے بعد وہ اسی نر کو اپنے ساتھ جنسی خواہش (جفتی) پورا کرنے سے نہیں روکتی۔ اس لئے کہ ان میں ایک جیسے ہونے سے رشتہ داری اور خاندانی نظام ہی نہیں ہوتا۔ آزاد شہوت رانی ہوتی ہے۔ اس کی عام مثال آسانی سے سوروں میں نظر آتی ہے۔ بوڑھے ہونے کے بعد کوئی کسی کی خدمت اور مدد نہیں کرتے۔ ہر کوئی اپنی اپنی زندگی علحدہ علحدہ گزارتے ہیں۔

اگر چوری ہو جائے' قتل ہو جائے' زِنا ہو جائے تو سب انسان ایک جیسے ہونے کی وجہ سے شناخت نہ ہو کر چور' قاتل اور زانی کو پکڑا ہی نہیں جا سکتا تھا اور دنیا میں پولیس' عدالتی نظام' سزا اور جیل خانہ کا نظام ہی نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ قاتل' زانی اور ڈاکو کی پہچان ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ سزا دینا بہت مشکل ہو جاتا۔ کون قاتل ہے' کون وکیل اور کون جج اور کون پولیس شناخت ہی نہ ہوتی۔ پولیس کسی انسان کو مجرم کہہ کر عدالت میں پیش نہیں کر سکتی تھی۔ عدالت کسی انسان کو مجرم کہہ کر سزا بھی نہیں دے سکتی تھی۔ سب مرد اور سب عورتیں' کوا یا ہاتھی یا گھوڑے کی طرح ایک جیسے ہوتے تو سیکس یعنی شہوت' جنسی آوارگی عام رہتی اور اپنے اور غیر کی تمیز ہی نہ رہتی تو باپ' بیٹی کو بیوی سمجھ کر جنسی خواہش پوری کرتا سوائے اونٹ

کے۔ آپس میں کوئی ادب واحترام نہ رہتا اور بے شرمی و بے حیائی عام رہتی۔ جب محرم و نامحرم ہی کا فرق باقی نہ رہے تو پردہ کا نظام بھی قائم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جس طرح جانوروں میں خاص طور پر گائے' بیل' بھینس' بکری' سور' ہرن' زبرہ میں آزادانہ سیکس ہوتا ہے اور شرم وحیا نہ ہونے سے پردہ وغیرہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جس طرح ان جانوروں میں ایک ہی ماں سے نر اور مادہ پیدا ہوں تو وہ جوان ہونے کے بعد شناخت نہ ہونے سے دونوں ایک دوسرے سے جنسی خواہش پوری کرتے ہیں' بالکل اسی طرح انسانی معاشرے میں سارے مرد ایک جیسے اور ساری عورتیں ایک جیسی ہوں تو شناخت اور تمیز نہ ہونے کی وجہ سے ایک ہی ماں سے پیدا ہونے والے بھائی بہن بھی آپس میں جنسی خواہش پوری کرتے رہتے تھے۔ شوہر اور بیوی کا تصور ہی نہیں رہتا۔ اگر انسانی معاشرہ ایسا ہوتا تو پھر انسانوں میں حرام وحلال کا تصور ہی نہیں دیا جاسکتا تھا۔ نہ انسانوں میں حرام وحلال کا احساس باقی رہتا تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر احسان ہے کہ وہ مصور ہونے کی وجہ سے اپنی حکمت ودانائی سے ہر ہر انسان کی صورت شکل علحدہ علحدہ بنا کر پہچان اور شناخت قائم کردی۔ اگر صورت شکلیں ایک جیسی ہوتی اور شناخت نہ ہوکر آزاد جنسی ملاپ ہوتا تو اولاد کس مرد کی اور کون مرد کس کا باپ ہے؟ کون کس کا شوہر ہے اور کون کس کی بیوی' تمیز ہی نہیں ہوتی تھی۔

جس طرح جانوروں میں ہم تمیز نہیں کرسکتے کہ فلاں بچہ فلاں نر سے پیدا ہوا ہے اور فلاں نر' فلاں کا شوہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے شکل وصورت بنا کر باقاعدہ رشتے قائم کرنے کا نظام دے کر شناخت کے ساتھ زندگی گزارنے کا قانون دیا اور خاندان بنانے کا حکم دے کر محرم ونامحرم کے رشتے قائم کئے اور کس سے نکاح کریں اور کس سے نکاح نہ کریں اس کے احکام دیئے اور نامحرم سے پردہ اختیار کرکے شرم وحیا کے ساتھ زندگی گزارنے کی تعلیم دی اور ہر رشتے کے حقوق ادا کرنے کا ضابطہ وقانون دیا اور انسانوں کو جانوروں کے کلچر سے ہٹ کر عمدہ اعلیٰ تہذیب وتمدن والی زندگی کا طریقہ سکھایا۔ یہ سب نظام دراصل اللہ کی صفت المصور کی وجہ سے ہے۔

اگر سارے انسان مرد اور عورت ایک جیسے ہوں تو ان میں نکاح کا طریقہ بھی قائم نہیں ہوسکتا تھا۔ کس مرد کے لئے کونسی عورت کو اور کس عورت کے لئے کونسے مرد کو تلاش کیا جائے' اس لئے کہ سب مرد ایک جیسے اور سب عورتیں ایک جیسی ہوں تو لڑکا لڑکی تلاش کرنا ہی ناممکن ہوجاتا' اس لئے کہ کون پاکیزہ ہے' کون شادی شدہ ہے' کون کنوارا ہے' کون کس کا شوہر ہے' کون کس کی بیوی ہے' سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ خاندانی نظام ہی وجود میں نہیں آسکتا تھا۔ ایک مرد کئی عورتوں سے اور ایک عورت کئی مردوں سے جنسی ملاپ میں مبتلا رہتے۔ زِنا کا ماحول عام ہوکر معاشرے میں گندگی اور انسانوں میں ناپاکی قائم رہتی۔ کوئی بھی ذمہ دار زندگی والا نہیں ہوتا اور کسی کا کفیل نہیں بنتا۔

اسی طرح انسان زمین پر حکومت بھی قائم نہیں کرسکتا تھا۔ اس لئے کہ کون بادشاہ ہے' کون صدر ہے' کون وزیر ہے' کون نوکر ہے' کون غلام ہے' ان کی شناخت ہی نہیں ہوتی۔ دنیا میں بعض وقت ایک ہی صورت شکل کے ملتے جلتے دو انسان آجائیں تو لوگ ان کو پہچاننے میں غلطی کرجاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیا آپ فلاں ہیں۔ حالانکہ وہ کوئی دوسرا ہوتا ہے۔ تعارف کے بعد کون ہے معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک ملک سے دوسرے ملک جانے پاسپورٹ اور ویزا کی ضرورت ہی نہیں ہوتی' اس لئے کہ سارے انسان ایک جیسے رہتے تو فلاں فلاں ملک کے انسان کی علحدہ علحدہ شناخت کرنا ہی مشکل ہوجاتا۔ نہ ملک کی حفاظت کے لئے فوجیں بنائی جاسکتی تھیں۔ دشمن کے جاسوسوں کو پکڑنا مشکل ہوجاتا۔ ملکی وغیر ملکی کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ ووٹ ڈالنے' بینک اکاونٹ کھولنے شناختی کارڈ ہی نہیں بنایا جاسکتا تھا اور ایک ملک دوسرے ملک پر جنگ ہونے پر قیدی اور سپاہیوں میں فرق ہی نہیں معلوم ہوتا تھا۔ کسی ملک' کسی کمپنی' کسی دوکان میں کوئی سکیوریٹی نظام ہی نہیں قائم کیا جاسکتا تھا۔ دوکان کے سیٹھ' مالک اور نوکر میں فرق ہی نہیں رہتا تھا۔ ملازمت اور کام کی مدت پوری ہونے کے بعد تنخواہ' اُجرت اور مزدوری کیسے دی جائے' سمجھ ہی نہیں سکتے تھے۔ اگر سارے انسان ایک ہی شکل وصورت اور آواز کے ہوتے تو باپ

کے انتقال یا مالک کے انتقال یا شوہر کے انتقال کے بعد جائیداد کس انسان کو تقسیم کی جائے' بیٹا' بیٹی' بیوی کی شناخت ہی نہیں ہو سکتی تھی۔ مال کی خاطر ہر کوئی وارث بن کر کھڑا ہو جاتا۔ اس طرح دنیا میں پورا نظام ہی فساد کے حوالے ہو جاتا۔

اگر اللہ تعالیٰ انسان کے سر پر بال نہ دیتا' کانوں کے صرف سوراخ رکھتا' کان نہ بناتا۔ ناک کے سوراخ رکھتا' ناک نہ بناتا۔ آنکھوں پر بال نہ رکھتا' دانت ہمیشہ بڑھنے والے رکھتا یا ایک ہاتھ بڑا اور ایک چھوٹا' ایک پاؤں موٹا' ایک پتلا رکھتا یا ایک کان بڑا اور ایک چھوٹا رکھتا۔ ہاتھ کی انگلیاں سب ایک لمبائی کے رکھتا۔ انگلیوں میں کر انگلی جس سے ہاتھ 50% طاقت حاصل کرتا ہے' اسے انگوٹھے کی طرح موٹی اور لمبی رکھتا اور انگوٹھا جس سے انسان انگلیوں کو بند کر کے مٹھی بناتا ہے' اسے پتلا اور لمبا رکھتا۔ جسم پر سر کے بالوں کی طرح بڑے بڑے گھنے بال رکھتا۔ زبان سانپ اور مینڈک کی طرح لمبی رکھتا تو ذرا سوچیے انسان کتنا بدصورت اور بھدا معلوم ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہت ہی اچھی صورت شکل دے کر بنایا۔ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْم۔ یقیناً اس نے انسان کو نہایت اچھی صورت پر پیدا کیا ہے (سورۃ النساء) اور ہر انسان کی شناخت' آواز سب الگ الگ کر دیئے۔ ویسے اللہ کی حکمت اللہ ہی جانے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی مخلوقات کو تخلیق کرنے کے بعد ان کو مختلف رنگوں اور خوشبو سے سجایا اور پیدائشی طور پر رنگین پروں اور بالوں' کھالوں کے ساتھ پیدا کرتا ہے مگر علیحدہ لباس پہننے کا طریقہ نہیں رکھا۔ انسان کی خوبصورتی میں اضافہ کرنے لباس عطا کیا' جس کی وجہ سے انسان میں سب سے بڑا حسن شرم وحیا پیدا ہو گئی' ورنہ لباس نہ ہوتا تو باپ' بیٹا' بیٹی' بیوی' بہن میں شرم وحیا نہ ہوتی۔ وہ اپنے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو چھپا ہی نہیں سکتے تھے۔ پھر انسان کو طرح طرح کے رنگین لباس پہننے اور خوبصورتی میں اضافہ کرنے' سونا چاندی کے زیور بنانے کی توفیق عطا کی۔ جس سے انسانوں کی عورتیں زیور پہن کر اپنے حسن میں اضافہ کرتی ہیں اور پھولوں کی خوشبو' مہندی کا استعمال کر کے اپنی زینت بڑھاتی ہیں' جو دوسری مخلوقات کو نہیں سکھایا گیا۔

سمندروں میں ایک مچھلی جس کو ہمنگ شارک Hammingshark کہتے ہیں، عام طور پر اس کی نسل نر اور مادہ کے ملنے سے ہی چلتی ہے مگر اس میں ایک قسم ایسی بھی ہے جس کے بچوں میں صرف مادہ '' DNA'' کا عنصر پایا گیا، نر کے DNA کا وجود ہی نہیں تھا، ریسرچ کرنے پر پتہ چلا کہ بچہ بغیر نر کے صرف مادہ کے DNA سے ہی بنتا اور پیدا ہوتا ہے، ہمنگ ویل کے اس گروپ کو نر کی ضرورت نہیں، وہ بغیر نر کے بچہ دے سکتی ہے، ان مچھلیوں کو نروں سے الگ رکھ کر بھی تحقیق کی گئی، وہ نروں سے علحدہ رہنے کے باوجود بچے دیئے۔

North Carolina State University کی ریسرچ اور تحقیق ہے کہ سانپ کی ایک قسم '' Boa'' نام سے جانی جاتی ہے، اس کی مادہ سانپ جب انڈے دیتی ہے، تو اس کے بچوں میں بھی صرف مادہ کا DNA پایا گیا، وہ بغیر نر کے بچے پیدا کرتی ہے۔

اسی طرح Lizard چھپکلی میں ایک قسم ایسی ہے، جو سب سے بڑی ہوتی ہے، اس کے بچوں میں بھی صرف مادہ کا DNA پایا گیا، وہ بھی بغیر نر کے انڈے دیتی ہے۔

سمندری گھوڑا Hippo Campus : اللہ نے کائنات میں مختلف مخلوقات پیدا فرما کر انسانون کو ان پر اس کی قدرت میں غور وفکر کی تعلیم دی ہے، تا کہ انسان اس کی قدرت کو سمجھ کر اس کو پہچانے اور اس کو اکیلا مانے، جب ہم مخلوقات میں اللہ کی قدرت پر غور کرتے ہیں تو عقل حیران ہی حیران ہوتی چلی جاتی ہے اور ہم بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ بے شک اللہ جیسی قدرت کسی میں نہیں، مچھلیوں کی ایک قسم میں دریائی گھوڑے Sea Horse کے نام سے مشہور ہے، Hippo Campus، اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت مصوری سے اس مچھلی کا سر بالکل گھوڑے کے سر کی طرح بنایا ہے اور دم لمبی مڑی ہوئی ہوتی ہے، اس کی لمبائی زیادہ نہیں صرف ایک انچ سے ۱۴/انچ کے آگے پیچھے ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ سے زیادہ پانچ سال کی عمر عطا کرتا ہے، یہ بھی اللہ کی تخلیق کا کمال ہے کہ اکثر مچھلیوں کے پورے جسم پر چھلکے یا چمڑا ہوتا ہے، اس کا جسم چھلکوں کے بجائے سخت خول Shields مثلا جھینگو راور جھینگے کی طرح ڈھکا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو یہ صلاحیت دی ہے کہ یہ اپنی لمبی گھومنے والی دم کی مدد سے کسی بھی سہارے سے لپٹ

کر بہنے سے محفوظ رہتی ہے، یہ دوسری مچھلیوں کی جانور میں اللہ تعالیٰ نے تولیدی نظام الٹا رکھا ہے اور نر حاملہ ہوتا ہے، نر مچھلی کے ذریعہ بچے تیار ہوتے اور پیدا ہوتے ہیں، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے، اس کو اپنی قدرت میں کوئی مجبوری نہیں، اس جیسی قدرت والا کوئی دوسرا نہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنی صفت تخلیق سے نر مچھلی کے پیٹ پر ایک تھیلی پیدا فرماتا ہے، جس طرح کنگارو کو Pouch تھیلی ہوتی ہے، جب اس مچھلی کے نر اور مادہ ملتے ہیں تو نر کی تھیلی کا منہ کھل کر مادہ کے قریب آجاتا اور یہ دم سے دو تین گھنٹوں لپٹے ہوئے رہتے ہیں، مادہ مچھلی نر کی اس تھیلی میں دو تین ملاقاتوں میں تقریباً ۱۵۰۰ ر تک انڈے منتقل کرتی ہے گویا دوسرے جانوروں میں نر سے مادہ میں منی کے منتقل ہونے کا طریقہ ہے، اس میں مادہ سے نر میں انڈے منتقل ہوتے ہیں، نر مچھلی کے اس تھیلی میں جیسے ہی انڈے منتقل ہوتے ہیں وہ حمل سے ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت دیکھئے وہ نر مچھلی میں فوراً مادہ کے ہارمون پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے، جو دوسرے جانداروں میں مادہ میں پیدا ہوتے ہیں، تاکہ انڈوں کی پرورش صحیح انداز پر ہو سکے، عام طور پر یہ ہارمون مادہ جانداروں میں دودھ پیدا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نر کی اس پیٹ کی تھیلی کو انڈوں اور بچوں کی پرورش کی بہترین اور محفوظ جگہ بنائی ہے، جیسے ماں کے پیٹ میں رحم کی تھیلی بچے کی پرورش کی محفوظ جگہ ہوتی ہے، یہ مچھلی کی نسل جوڑے کی شکل میں نہیں رہتی، صرف حمل تک ہر روز مادہ مچھلی نر سے ملتی رہتی ہے، جیسے ہی بچوں کی پیدائش ہوتی ہے، وہ دوسرے نر کے ساتھ ہو جاتی ہے، نر مچھلی انڈوں کو ۱۰ تا ۴۵ دن اپنے پیٹ میں اٹھائے لئے پھرتا ہے اور جب انڈوں میں بچے بن جاتے ہیں، تو ایک فوارے کی مانند تھیلی سے باہر آکر پانی میں مل جاتے ہیں، نر اور مادہ بچوں کی پرورش میں حصہ نہیں لیتے، نر کچھ دنوں بعد پھر کسی دوسری مادہ سے حاملہ ہو جاتا ہے، بچے پانی کی لہروں یا تیز بہاؤ کی وجہ سے ادھر اُدھر بہے جاتے یا دوسرے جانوروں کی غذا بن جاتے ہیں، بہت کم بچ پاتے ہیں، یہ مچھلی اللہ کی صفت تخلیق، صفت مصوری، صفت ربوبیت، صفت قادر اور صفت حکمت کو پوری طرح سمجھاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت تخلیق اور صفت ربوبیت سے بہت ساری مچھلیوں کو پانی

میں تیرتے ہوئے اندر ہی سانس لینے اور بعض کو اوپر آ کر ہوا سے آکسیجن لے کر سانس لینے کے قابل بنایا، اللہ تعالیٰ اپنی صفت تخلیق سے بہت ساری مچھلیوں کو سانس لینے کے لئے گلپھڑے جبڑے بنائے جس کی مدد سے وہ تیرتے ہوئے پانی کے اندر ہی پانی میں سانس لیتی ہیں، ان کو پانی کے اوپر آ کر ہوا سے سانس لینے کی ضرورت ہی نہیں، وہ پانی کو منہ کے ذریعہ اندر لیتی اور اس کی آکسیجن لے کر پانی کو گلپھڑوں سے خارج کر دیتی ہیں، گلپھڑوں میں پانی کی آکسیجن کو جذب کرنے کی صلاحیت اللہ نے رکھی ہے اللہ تعالیٰ زبردست حکیم و دانا ہے، اس نے مچھلیوں کو پانی کے اندر رہنے کے قابل بنایا، اگر ان کے لئے پانی کے اوپر آ کر سانس لینے کا طریقہ رکھتا تو وہ اوپر آنے تک دم گھٹ کر مر جاتی تھیں، اللہ تعالیٰ کی یہ بھی حکمت دیکھئے کہ وہ سمندروں کا پانی محفوظ رہنے کے لئے اس کو کھارا بنائے رکھتا ہے، مچھلی جو کھارے پانی میں ہوتی ہے اس کے جسم میں نمک کی مقدار زیادہ جا سکتی ہے، اللہ نے اس کی حفاظت کے لئے مچھلی کی آنکھوں کے نیچے دو غدود رکھے، جس کی وجہ سے کھارے پانی میں رہنے سے جسم کا زائد نمک باہر خارج ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ مچھلی کو بغیر گردن، پلک اور کان کے پیدا کیا ہے، اس کا سر دھڑ سے لگا رہتا ہے، بے شک وہ ہر طرح سے قادر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مخلوق ایک مچھلی بلو وہیل کے نام سے مشہور ہے، اس کو اللہ تعالیٰ ۳۵ ر میٹر تک لمبائی والا جسم دے کر بڑھاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا وزن تقریباً ۱۲۰ ر ٹن تک ہو جاتا ہے، گویا یہ ایک چھوٹا سا سمندری جہاز ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کو پانی میں بہ آسانی تیرنے کے قابل بنایا، زمینی جانوروں کے لئے اتنی بڑی جسامت کسی دوسرے جانور کی نہیں رکھی، یہ مچھلی سمندروں کی تہہ میں رہتی ہے اور پانی کے دباؤ اور وزن کو آسانی سے برداشت کر سکتی ہے، سمندروں میں جب گندگی جاتی ہے تو اس سے جو بکٹیریا پیدا ہوتے ہیں، اللہ نے یہ انتظام کیا ہے کہ یہ صرف اپنا منہ کھولے پھرتی ہے اور وہ بکٹیریا اس کے پھیپڑوں کے سوراخوں میں پھنس جاتے ہین، اس طرح وہ اپنی غذا حاصل کر لیتی ہے اور سمندر کا پانی بکٹیریا سے صاف رہتا ہے ، بڑی ہونے تک ہر روز ۱۰۰ پونڈ تک بڑھتی ہے اس کا بچہ سات میٹر لمبا اور ۳ ر ٹن وزنی ہوتا ہے،

اس کا دل چھوٹی کار کے سائز Size کے برابر ہوتا ہے، اس کو پستان ہوتے ہیں، یہ اپنے بچے کو سات سے آٹھ مہینے تک دودھ پلاتی ہے، اس کی جسامت کے لحاظ سے روزانہ پانچ سے چھ سو لیٹر دودھ نکلتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بلو وہیل کی غذا 2 سے 7 رٹن رکھی ہے، یہ اپنے پیٹ میں ہوا بھر کر بہت دیر تک سمندر کے اندر رہتی ہے چونکہ اس کو زیادہ دیر تک تہہ میں رہنا پڑتا ہے اور جسم کے لحاظ سے پانی میں سانس لینے سے آکسیجن کی مقدار کم ملتی تھی اس لئے اس کو اوپر آ کر سانس لینے کا طریقہ رکھا، سانس لینے کو جب سطح سمندر پر آتی ہے تو زوردار آواز کے ساتھ دس میٹر اونچائی کا فوارا پانی کا چھوڑتی ہے، گویا اپنے پیٹ کی ہوا خارج کرتی ہے، اس میں دو قسم کی وہیل ہوتی ہیں، ان میں سے ایک کو دانت نہیں ہوتے، دوسری وہیل کو اللہ تعالیٰ تقریباً 4: ہزار دانت تک دیتا ہے، جو کئی قطاروں میں گول ایک کے پیچھے ایک ہوتے ہیں، ایک دانت کی لمبائی 3 رملی میٹر ہوتی ہے، شاید ان ہی دو شارک مچھلیوں میں سے حضرت یونس علیہ السلام کو کسی ایک نے نگلا ہوگا، ڈولفین، وہیل شارک تیرتے ہوئے سوتے ہیں، ڈولفین ایک آنکھ کھلی رکھ کر ایک بند رکھ کے سوتی ہے، جو آنکھ بند کرتی ہے، اس کے مخالف کا دماغ آرام کرتا ہے، مچھلیوں میں ایک اور اقسام کی شارک گریٹ وائٹ شارک کے نام سے مشہور ہے، یہ پانی کے مردہ جانوروں کو کھاتی ہے، اور تین مہینے تک اللہ نے اسے بھوکے رہنے کی صلاحیت دی ہے گویا اللہ نے سمندروں میں مرنے والے جانوروں کی صفائی کا انتظام اس سے کروا رہا ہے۔ شارک ایک ایسی مچھلی ہے جو کبھی بیمار نہیں ہوتی ہر بیماری کی مدافعت کرتی ہے۔

تالابوں اور جھیلوں میں جو گندگی آتی ہے اللہ تعالیٰ نے تالابوں کی گندگی صاف کرنے" معروف" مچھلی کو پیدا کیا جو تالابوں کی گندگی کھاتی رہتی ہے۔

سمندروں کی تہہ میں اللہ تعالیٰ خوبصورت اور قسم قسم کے جانور اور درخت رکھے مچھلیوں کی ایک قسم تارے نما ہوتی ہے، اس کو اسٹارفش کہتے ہیں، یہ اللہ کی تخلیق اور قدرت کو حیران کرنے والی بات ہے کہ وہ اس مچھلی کو بغیر بھیجے، بغیر سر، بغیر آنکھوں، بغیر ناک اور کان کے پیدا کیا ہے، اس کو زیادہ سے زیادہ چالیس بازو دیا ہے، اور اس کے بازوؤں کے ختم پر ایک

ایک کالا یا لال دھبہ نیچے کی طرف دے رکھا ہے، اسی سے وہ دیکھتی ہے، بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے، یہ سب اس کی تخلیق کے شاہکار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کنگارو کی تخلیق حیرت انگیز طریقہ پر کی ہے، اس کی بناوٹ اور تولیدی نظام دوسرے تمام جانوروں سے الگ رکھا، اگر انسان کنگارو کے پیدائش نظام پر غور کرے گا تو پکار اٹھے گا کہ بے شک اللہ ہر چیز پر ہر طرح سے قادر ہے، کنگارو پیدائش کے وقت ایک انچ کا نامکمل بچہ ہوتا ہے، وہ نامکمل حالت میں ماں کے پیٹ سے باہر کی تھیلی میں آجاتا ہے، دوسرے جانوروں کے بچے مادہ کے رحم میں پوری طرح بن کر مکمل اعضاء کے ساتھ دنیا میں آتے ہیں، مگر کنگارو کے بچہ کو اللہ تعالیٰ تھیلی میں 235/دن رکھ کر مکمل کرتا ہے، اور وہ چھے مہینے کے بعد تھیلی سے باہر نکل کر گھاس وغیرہ بھی کھاتا ہے، جب پہلا بچہ ماں کی تھیلی میں آکر پرورش پاتا رہتا ہے تو کچھ مہینوں بعد دوسرا بچہ بھی تھیلی میں آجاتا ہے، پھر اس کے کچھ وقفہ کے بعد تیسرا بچہ بھی آجاتا ہے، وہ دنوں کے اعتبار سے بڑے چھوٹے ہوتے ہیں، مگر وہ ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتے، اللہ تعالیٰ اپنی تخلیق سے ماں کے پستان میں تین الگ الگ نپل بناتا ہے، تینوں الگ الگ نپلوں سے دودھ پیتے ہیں، مگر قربان جائیے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر کہ جو بچہ تھیلی میں پہلے آتا ہے اس کے کچھ وقفہ کے بعد دوسرا اور پھر کچھ مہینے بعد تیسرا آتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ بچوں کے معدہ کے حساب سے کم اور زیادہ چربی والا الگ الگ دودھ، الگ الگ نپلوں میں جاری کرتا ہے، ایک میں زیادہ چربی اور معدنیات والا دودھ، دوسرے میں کم چربی اور تیسرے میں بالکل جلد ہضم ہونے والا بغیر چربی والا دودھ پیدا کرتا ہے، بچے بھی اپنے اپنے معدے کے حساب سے اسی نپل سے دودھ پیتے ہیں، جوان کی عمر کے لحاظ سے جس جس نپل میں آتا ہے، دوسرے نپل کو منہ نہیں لگاتے، اگر آخری آنے والا بچہ پہلے نپل سے دودھ پی لے تو وہ دودھ اس کو نقصان دے سکتا ہے، جو اس کے معدے کے لئے مفید نہیں ہوتا، مگر وہ صرف اپنے ہی نپل سے پیتا ہے جہاں سے اس کا دودھ آرہا ہے، جو دودھ اس کے معدے کے لئے مفید ہے، دوسرے نپل کو منہ نہیں لگاتا، یہ اللہ کی بچوں کو عجیب ہدایت ورہنمائی ہے، جیسے جیسے بچوں کی عمر بڑھتی رہتی ہے

بچوں کی دودھ کی نالیوں میں دودھ کی چربی اور نمکیات میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، یہ اللہ کی تخلیق کی کاریگری کا بڑا عجیب کرشمہ ہے، بے شک ایسی تخلیق کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھئے بے شک اس جیسا خالق کوئی دوسرا نہیں، انسان آگ جلا کر یا بجلی سے روشنی حاصل کرتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے بعض ایسے جانور پیدا کئے جو رات کے وقت اندھیرے میں، جنگلوں میں اور پانی میں نورانیت پیدا کرتے ہیں، ان میں مچھلی اور جگنو بھی ہیں، یہ جانور زیادہ تر کھارے پانی میں ہوتے ہیں، ان کی تعداد کھارے پانی میں زیادہ ہوتی ہے، جس کی وجہ سے سمندروں کی تہہ رات کے اوقات میں روشنی سے منور ہو جاتی ہے، جگنو جنگلات کے اندھیروں میں خوب چمکتے ہیں، مچھلیوں میں خاص طور پر Lantern Fish مچھلی ہے جو جگنو کی طرح روشنی دیتی ہے، اس کے علاوہ بکٹیریا اور کئی بڑی مچھلیوں سے بھی روشنی نکلتی ہے، جگنو کے جسم میں ایک ایسا کیمیکل Reaction اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا ہے، جس کی وجہ سے روشنی نکلتی ہے، جو ٹھنڈی ہوتی ہے، اس کے علاوہ بعض پروٹوزوا سے بھی روشنی نکلتی ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے کرشمے ہیں، ان مچھلیوں میں دس تا پندرہ فٹ لمبی ایک مچھلی کا نام Electrophorus برقی مچھلی سے مشہور ہے، یہ مچھلی شکار پر حملہ کرنے اور ختم کرنے یا اپنی حفاظت کے لئے 500 تا 600 ولٹ کرنٹ کا اخراج کرتی ہے، انسان اپنے گھروں میں 240 ولٹ کرنٹ استعمال کرتا ہے، اس مچھلی کے مرنے کے باوجود اس کے خلیوں سے چھ تا آٹھ گھنٹوں برقی نکلتی رہتی ہے، اس کی برقی سے انسان کی موت بھی واقع ہوسکتی ہے، جب یہ شکار کو ڈھونڈتی ہے تو کمزور کرنٹ کی لہر چھوڑتی ہے، اس کے کرنٹ سے اس کو کوئی نقصان نہیں ہوتا، وہ متاثر نہیں ہوتی، اس مچھلی کو دانت نہیں ہوتے یہ شکار کو نگل لیتی ہے یہ 25/فٹ دور سے اپنے شکار کو متاثر کرتی ہے، اس کا سر اور دم مثبت اور منفی وائروں کا کام کرتے ہیں، یہ سب اللہ کی تخلیق کے کرشمے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہاتھی کو جنگل آباد رکھنے کا ذریعہ بھی بنایا، انسان جنگلوں میں جا کر ہر سال نئے پودے اور درخت نہیں لگاتا اور نہ جنگلوں کو آباد کرتا ہے، الٹا درختوں کو کاٹ کر جنگلوں کو برباد کرتا ہے، ہاتھی جو کچھ کھاتا ہے، اس میں اس کا معدہ اللہ نے ایسا بنایا کہ وہ بیجوں کو ہضم نہیں کرتا،

جب وہ لید خارج کرتا ہے تو بیج ثابت حالت میں بغیر ہضم ہوئے لید کے ساتھ باہر آجاتے ہیں، بعض خاص قسم کے کیڑے اس لید میں گھس کر اس لید کو جو بیجوں کے ساتھ لپٹی ہوئی ہوتی ہے، گولیوں کی شکل میں اپنے اپنے سوراخوں میں لڑھکاتے ہوئے لے جاتے اور محفوظ کر لیتے ہیں، پھر آہستہ آہستہ ان بیجوں پر کی لید سے اپنی غذا کھا لیتے اور بیجوں کو اصلی حالت میں چھوڑ دیتے ہیں، جیسے ہی بارش ہوتی ہے یا زمین کو پانی ملتا ہے ان بیجوں سے نئے پودے نکل آتے اور آہستہ آہستہ بڑے درخت بن جاتے ہیں، اس طرح کا عمل اللہ تعالیٰ بعض پرندوں سے بھی کرواتا ہے، وہ بھی کچھ جنگلی پھل کھاتے ہیں، ان پھلوں کے بیج ثابت حالت میں ان کی بیٹ سے جنگل کے مختلف علاقوں میں گرتے اور پھر جنگل آہستہ آہستہ آباد ہوتا رہتا ہے، ویران ہونے نہیں پاتا۔

اسی طرح گلہری **Squirrel** کئی سارے جنگلی بادام اور پھلی والے پھل، بڑا اخروٹ، کاجو، چرنجی اور اسی قسم کے نٹ والے پھل درختوں سے لاکر زمین کے اندر چھپا کر بھول جاتی ہے، یہ کام وہ موسم سرما شروع ہونے سے پہلے کرتی ہے، تھوڑے سے پھل کھاتی بھی ہے اور بہت سارے زمین میں ہی مدفون رہتے ہیں، کیونکہ وہ بھول جاتی ہے کہ کہاں چھپایا تھا، اس کی وجہ سے برسات میں سارے درخت پھر اگتے ہیں۔

اس نے اپنی تخلیق سے جونک **Leech** نامی ایک کیڑا پیدا کیا، جو پانی میں رہتا ہے، یہ کیڑا جانداروں کے جسم کو چمٹ کر خون چوستا ہے، اس کو بغیر سر کے اللہ نے بنایا، پچھلے زمانوں میں حکماء اس کو جسم کا خراب خون چوسنے کے لئے استعمال کرتے تھے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے تانبیل کو بغیر دانت اور کان کے پیدا کیا، مگر اس کو اپنی حفاظت کے لئے اتنا زبردست خول دیا، جس سے وہ خطرہ اور دشمن سے بچنے کے لئے اپنے پورے جسم کی حفاظت کے لئے اندر چلا جاتا ہے، جس طرح ایک سپاہی جنگ میں لوہے کی زیرہ پہن کر محفوظ رہتا ہے، اللہ نے اس کو زیادہ دنوں تک بھوکا رہنے کی صلاحیت بھی دی ہے، یہ اللہ کی ہدایت ورہنمائی سے زمین میں گڑھا کر کے یا ریت کو ہٹا کر انڈے دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام پرندوں کو بھی بغیر دانت کے پیدا کیا، ان کی چونچ میں دانت کا

کام کرنے کی صلاحیت دی، وہ دانتوں کا کام چونچ اور پنجوں سے کرتے ہیں، اللہ نے پرندوں کی تخلیق ایسی کی کہ ان کو پسینہ نہیں آتا اور نہ ان کی جلد کے نیچے چربی پیدا ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی تخلیق میں کوئی مشکل اور مجبوری نہیں، وہ جس کو جیسا چاہے پیدا کرسکتا ہے، اس نے جانداروں میں دو قسم کے جاندار پیدا کیئے، کسی کو ہڈی اور گوشت کے ساتھ بناتا ہے اور پیدا کرتا ہے، اور کسی کو بغیر ہڈی کے صرف گوشت والے بنایا، یہ سب اس کی حکمت و مصلحت ہے جھنگور، مچھر، کیکڑا، مکھی، کچوا، گوم، شہد کی مکھی، ٹڈا، ریشم کا کیڑا، کمل کا کیڑا، برساتی کیڑا، تتلی، جھینگا، جوں مکھڑی، رانی کیڑا (بربابوٹی) یہ وہ تمام کیڑے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر ہڈی والے جانور بنائے، جہاں جانداروں کو ہڈی کے سہارے ٹھہرنا تھا اور مڑنا اور گول بننا تھا وہاں ہڈی کو ایسا بنایا کے وہ مڑتی، گول بنتی اور سہارا دیتی جیسے ریڑھ کی ہڈی، دم کی ہڈی، بے شک یہ سب اس کی تخلیق کے شہکار ہیں، **لَا خَالِقَ الا اللّٰه** اس جیسا کوئی دوسرا خالق نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے جانداروں کو صرف لال خون کا ہی نہیں بنایا، اس نے پانچ رنگ کا خون پیدا کیا، بعض کیڑوں میں خون کا رنگ نیلا رکھا، کیکڑا اور سیپی کا کیڑا، کسی میں سفید رنگ کا خون رکھا، کیونکہ ان میں Hoemoglobin لوہا نہیں ہوتا، مثلاً برساتی ہرا کیڑا اور جھینگور وغیرہ۔

اللہ نے ژراف کی زبان ۲۱ ؍انچ لمبی بنائی، اور اس کو گول پھرانے کے قابل رکھا، وہ زبان کی مدد سے کان صاف کرسکتا ہے، اس کے جسم پر بعض پرندے بیٹھ کر اس کے جسم کے کیڑوں کو کھا جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اس کا دل تقریباً دو فٹ لمبا بناتا ہے، دل کا وزن دس کیلو ہوتا ہے، یہ جانور گھوڑے سے قد میں تھوڑا اونچا ہوتا ہے، مگر اس کی گردن بہت لمبی ہوتی ہے، ژراف زیادہ دیر تک تیز دوڑ نہیں سکتا، زیادہ دیر دوڑنے سے اس کا دل پورے جسم کو خون پمپ نہیں کرسکتا، اس طرح اس کے دل پر حملہ بھی ہوسکتا ہے، اس کا قد لمبا ہونے کی وجہ سے اس کی نگاہیں بہت دور تک دیکھ سکتی ہیں، اس کی مادہ کے ساتھ اللہ کی صفت ہدایت و رہنمائی کا یہ انتظام ہے کہ جب مادہ بچہ جننے کو آتی ہے تو قد لمبا ہونے کی وجہ سے ایسی جگہ کا انتخاب کرتی ہے جو نرم نرم گھاس اور پتوں والی جگہ ہو، تا کہ بچہ جسم سے نکل کر اونچائی سے گرنے میں زخمی نہ

ہونے پائے، یہ اپنے حمل کو 15/ مہینے سنبھالے رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے بچے کو پیدا ہونے کے بیس پچیس منٹ میں ماں کے ساتھ چلنے کے قابل بنایا، بچہ پیدائش کے وقت گردن کی لمبائی ملاکر 6.1/2 فٹ ہوتا ہے، یہ سبزی خور جانور ہے، یہ بھی اونٹ کی طرح زیادہ دنوں تک بغیر پانی پیئے رہ سکتا ہے، سبزی سے جو پانی ملتا ہے اسی سے اپنی پانی کی کمی کو دور کرلیتا ہے، اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت اور دشمن سے بچاؤ پیروں سے کرنے کے قابل بنایا، یہ اپنے جسم میں کیلشیم کی مقدار کو اعتدال میں رکھنے کے لئے بعض وقت پرندوں کے گھونسلوں کو انڈوں سمیت کھالیتا ہے، اللہ نے اس کی دُم تمام جانوروں میں سب سے لمبی تقریباً 8 فٹ رکھی ، اللہ تعالیٰ اس کے تلوؤں میں بھی بال پیدا کرتا ہے، تاکہ وہ ٹھنڈک سے محفوظ رہیں اور یہ بال کی وجہ سے پھسلنے نہیں پاتا۔

Humming Bird جس کو اللہ نے سب سے چھوٹی چڑیا بنایا، اور اس کو الٹا اور پیچھے کی طرف یا بازو میں بھی اڑنے کی صلاحیت دی ہے، یہ سب اللہ کی قدرت کی کاریگری کے نمونے ہیں، بے شک اس جیسا خالق کوئی دوسرا نہیں، یہ امریکہ کے علاقوں میں پائی جاتی ہے۔

اللہ نے جھینگا ایسا جانور بنایا جو پیچھے کی طرف بھی تیرتا ہے، اس کو پر نہیں ہوتے ، اللہ تعالیٰ اس کی تخلیق میں دل کو سر میں رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اکثر پرندوں اور پانی میں تیرنے والے پرندوں کی دم کے حصے میں ایک غدود پیدا کرتا ہے جو Preengland کہلاتا ہے، اس غدود سے چکنا تیل اور موم جیسا مادہ نکلتا ہے، وہ پرندے کے پورے پروں پر پھیل جاتا یا پرندہ اپنی چونچ سے اس کو پروں پر پھیلا لیتا ہے جو ان کے لئے Water Proof کا کام دیتا ہے، گویا اللہ نے پرندوں کو پانی سے بچنے کے لئے واٹر پروف کا انتظام کردیا جس کی وجہ سے پرندے بارش میں بآسانی اڑ سکتے یا پانی میں تیر سکتے ہیں۔

اللہ کی شان تخلیق دیکھئے کسی کو میٹھے پانی میں رہنے اور کسی کو کھارے پانی میں رہنے کے قابل بنایا، جانداروں کے جسم میں نمک کی مقدار زیادہ چلی جائے تو وہ زندہ نہیں رہ سکتے۔ اللہ نے کھارے پانی میں رہنے والے وہ جاندار جو کھارا پانی پیتے ہیں پانی کے پینے سے

نمکیات زیادہ چلی جاتی ہیں، اس لئے ان کے جسم سے نمکیات کو خارج کرنے کے لئے ان کے گلپھڑوں پر مخصوص قسم کے نمک کو خارج کرنے والے خلئے پیدا کرتا ہے۔

سمندری پرندے اور کچوے بھی سمندری پانی پیتے ہیں ان کی آنکھوں کے قریب اللہ نے غدود پیدا فرماتا ہے جس سے نمکیات خارج ہوتے ہیں، یہ سب اس کی تخلیق کے نمونے ہیں۔

عام طور پر اللہ نے پرندوں کی فطرت میں گھونسلہ بنانے کا طریقہ رکھا حشرات زیادہ تر بلوں میں رہتے ہیں مگر کنگ کوبرا King cobra دنیا کا سب سے بڑا زہریلا سانپ ہے، یہ باقاعدہ گھونسلہ بنا کر انڈوں پر بیٹھا رہتا ہے اس کی غذا سانپ ہے۔

بعض کیڑوں کو اللہ تعالیٰ نے سو سے زیادہ پیر بھی دیئے ہیں، بے شک اس کی تخلیق کا راز وہی جانے۔

اللہ تعالیٰ کی تخلیق کا کمال دیکھو پانی کو دو آگ پیدا کرنے والی ہواؤں سے بنایا، جب دو حصہ ہائیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن ملتے ہیں تو پانی بنتا ہے H_2O، یہ صرف اللہ کی تخلیق کا شاہکار ہے، آکسیجن جلتی ہے اور ہائیڈروجن جلنے میں مدد دے کر تیزی اور گرمی پیدا کرتی آگ کو بھڑکاتی ہے، مگر عجیب قدرت کی کاریگری ہے کہ اُسی پانی سے آگ بجھائی جاتی ہے، پیاس بھی بجھائی جاتی ہے، یہ دونوں گیاسس جلنے کا کام کرتی ہیں، سائنس دانوں کی موجودہ تحقیق ہے کہ سورج میں ہائیڈروجن گیاس ہے، قیامت کے حالات میں ہے کہ سمندروں سے آگ نکلے گی، کوئی عجب نہیں کہ اللہ پانی کی ان دونوں گیسوں کو علحدہ کر دے اور جب وہ علحدہ ہو کر آکسیجن اور ہائیڈروجن کی اصلی حالت میں آجائیں تو سمندروں میں پانی کی جگہ آگ لگ کر بھڑک سکتی ہے، چنانچہ بعض زبردست طوفان میں سمندروں میں سونامی کے وقت پانی کے ساتھ آگ بھی دیکھی گئی۔

خرگوش اور طوطے کی تخلیق پر غور کرو، اللہ تعالیٰ ان کو ایسی عجیب آنکھیں دی ہیں جو 360 ڈگری گھما سکتے ہیں، یعنی بغیر سر کو موڑے پیچھے بھی دیکھ سکتے ہیں، پھر اللہ نے ان کی آنکھوں میں یہ خصوصیت بھی رکھی ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں دونوں آنکھوں سے الگ الگ دیکھ سکتے ہیں، آزو بازو کے دو الگ الگ شکاریوں پر ایک ہی وقت میں اپنی آنکھوں کو الگ الگ

استعمال کر کے نظر رکھ سکتے ہیں،اس کے برعکس تمام جاندار اپنی دونوں آنکھوں کو ایک ہی طرف استعمال کر سکتے ہیں،مگر یہ اپنی دونوں آنکھوں کا استعمال ایک ہی وقت میں الگ الگ کر سکتے ہیں،اس لئے یہ بہت پھرتی اور تیزی سے بھاگ بھی جاتے ہیں۔

اس کے برعکس حشرات کیڑوں وغیرہ کی آنکھیں Compound Eye ہوتے ہیں ،ایک آنکھ میں ہزاروں کی تعداد میں عدسے لنسیس Lenses ہوتے ہیں،اس سے ہزاروں امیج ان کو نظر آتے ہیں۔

دودھ دینے والے جانوروں میں اللہ نے سب سے بڑی آنکھ گھوڑے کی بنائی ہے،مگر وہ سر نیچے رکھ کر سامنے نہیں دیکھ سکتا،سامنے دیکھنے کے لئے اسے سر اٹھانا پڑتا ہے،اس کی آنکھوں پر دودھبے ہوتے ہیں،وہ 350/ڈگری تک دیکھ سکتا ہے بازو اور پیچھے خوب دیکھتا ہے،اس لئے اس کی آنکھوں پر چمڑے کی ٹکیہ لگاتے ہیں،بکری کو اللہ تعالیٰ مستطیل Rectangle ٹائپ کا دیدہ بنایا،جس سے وہ وسیع اور چوڑے حصے کو دیکھ سکتی ہے وہ 340/ڈگری میں دیکھتی ہے،اس کے بچوں کی آنکھ کا دیدہ مربع ٹائپ ہوتا ہے،جو بعد میں مستطیل بن جاتا ہے۔

کنگارو ریاٹ ریگستانی چوہا ہے،یہ ریگستانوں میں ہوتا ہے اور زمین کے سوراخوں میں رہتا ہے،اس کو اللہ نے اونٹ کی طرح اپنے جسم میں پانی کی حفاظت کا طریقہ دیا ہے،یہ عام طور پر کانٹی دار ریگستانی جھاڑیوں اوران کی جڑوں سے روٹ کھا کر یا بیجوں کو کھا کر پانی حاصل کر لیتا ہے،یہ عام طور پر راتوں میں نکلتا ہے جس سے اس کے جسم کا پانی محفوظ رہتا ہے،جسم کا پانی سانس کے ساتھ بخارات کی شکل میں باہر نہیں نکلتا،یہ بہت کم پیشاب کرتا ہے،اس کا پیشاب بہت ہی گاڑھا ہوتا ہے،اس کو پسینہ نہیں نکلتا،کبھی کیڑوں کو بھی کھاتا ہے۔

Mustard Plant رائی کا پودا اپنی پوری زندگی میں دس ہزار بیج پیدا کرتا ہے، اگر پورے بیج پودوں میں تبدیل ہو جائیں تو سوچو کتنے بیج پیدا ہوں گے،اگر لگاتار چھ سال تک ایسا ہوتا رہا تو پوری دنیا رائی کے پودوں ہی سے بھر جائے گی۔

کتوں میں کئی نسل کے کتے ہوتے ہیں،ہر ایک کے سونگھنے کی صلاحیت الگ الگ

ہوتی ہے اللہ نے ان کو انسان کے مقابلے نسل کے لحاظ سے ایک ہزار سے دس لاکھ گنا زیادہ سونگھنے کی طاقت دے رکھی ہے۔

انسان جب خنزیر کا گوشت کھاتا ہے تو اس کے گوشت سے انسان کی آنتوں میں لاروا چمٹ جاتا ہے اور وہاں پرورش پاکر پاخانے کی نالی میں کیچوے Worm کی طرح ہونا شروع ہوجاتا ہے، اس کی لمبائی میں کئی خانے اور حصے ہوتے ہیں آخری حصوں Segment میں بہت زیادہ انڈے ہوتے ہیں، ایک Segment میں تیس سے چالیس ہزار انڈے ہوتے ہیں، لاروا جیسے جیسے لمبا ہوتا ہے اپنے آخری حصہ Segment کو کاٹتا اور الگ کردیتا ہے، جو انسان کے پاخانے کے ذریعہ خارج ہوجاتا ہے، پھر اس پاخانے کو سور کھاتا یا وہ پانی میں گندگی کیچڑ میں مل جاتے ہیں، سور کیچڑ میں سے گندگی کھاتا ہے، سور کھانے کے بعد وہ لاروا Segment سور کے معدے میں جانے کے بعد کھل جاتا ہے اور اس میں کے ہزاروں انڈے باہر نکل جاتے اور انڈے ہضم ہوکر اس کے جراثیم جگر میں چلے جاتے اور جگر سے دل میں جاتے اور دل سے پیروں، ہاتھوں، کوہنیوں، گلے اور زبان میں چلے جاتے ہیں کبھی پھیپھڑوں میں آنکھوں اور گردوں اور دماغ میں بھی چلے جاتے پھر وہ جسم کے Muscles کے پاس کی پوری غذائیت کھا جاتے اور بڑے ہوجاتے ہیں اور گول دائرے میں تھیلی کی طرح Cavity بن جاتے ہیں، دس ہفتوں میں وہاں وہ Cavity تھیلی کی شکل میں پرورش پاکر لاروا بنتا ہے، اب سور کا گوشت تمام کا تمام خطرناک زہریلہ ہوجاتا ہے اور پانچ سے چھ سال تک وہ وہاں رہتا ہے، اس کی مزید پرورش پھر کسی انسان کے سور کا گوشت کھانے کے بعد ہوتی ہے، وہ انسان کے معدے میں جاکر لاروے سے کیچوے کی شکل Worm بن کر پاخانے کی نالی میں پرورش پاتا ہے، یہ سرکل اسی طرح چلتا رہتا ہے۔

خنزیر کے گوشت، خون اور آنتوں میں جو کیڑا ہوتا ہے وہ انسان کے لئے بہت خطرناک ہے، یہ کیچوا Tapeworm کو لوگ اپنی غفلت سے یہ سمجھتے ہیں کہ زیادہ درجۂ حرارت پر پکانے سے یہ کیڑا اور اس کے انڈے مرجاتے ہیں، حالانکہ یہ غلط خیال ہے، وہ

مرتے نہیں، اللہ نے جسے حرام کیا ہے اُسے حرام مانا جائے۔

جانداروں کی آنکھوں کو مسلسل آنسو ملتے رہنا ضروری ہے، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق سے آنکھوں کے پاس پانی پیدا کرنے والے غدود رکھے، اگر آنکھوں میں آنسوں پیدا نہ ہوں تو وہ کام نہیں کرسکتیں اور بے نور ہو جاتیں، جانداروں کو آنکھیں نہ ملتیں تو زندگی ناکارہ ہوجاتی۔

تتلی کی تخلیق پر غور کیجئے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی تخلیق سے ایسی نقش ونگاری کرتا ہے کہ دونوں پروں پر وہ برابر برابر فاصلہ اور ایک ہی طرح ہوتے ہیں، اس کو پکڑنے سے نقش ونگار کا پاؤڈر انگلیوں کو لگ جاتا ہے، یہ اللہ کی قدرت کی تخلیق کے نمونے ہیں، انسان اس سے اللہ کی تخلیق کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

اللہ کی تخلیق کا کمال دیکھئے کہ اس نے اپنی حکمت سے پانی کے بخارات کو ہوا سے ہلکے بنایا، جس کی وجہ سے ہوا پانی کے ان بخارات کو آسانی سے جدھر چاہے لئے پھرتی ہے، اگر وہ ہوا سے ہلکے نہ ہوتے تو ہوا میں اڑنے نہ پاتے اور بادل نہ بنتے اور زمین کے مختلف حصوں میں بارش نہ ہوتی، اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے برف کو آسمان کے بادلوں میں روئی کی گالوں کی طرح رکھا جو گالوں ہی کی طرح سرد علاقوں میں برستے ہیں جس سے انسان اور دوسرے جانداروں کو نقصان نہیں ہوتا۔

● اللہ نے بچھو کو کانوں سے دیکھنے اور سانپ کو آنکھوں سے سننے کی صلاحیت دی۔

● اللہ نے چھپکلی اور مینڈک کو بغیر دانت والے جانور بنائے، وہ اپنے شکار کو نگل لیتے ہیں، چھپکلی حالت خطرہ میں دم کو جسم سے الگ کر کے بھاگ جاتی ہے، اللہ نے مینڈک کی زبان لمبی بنائی اس کی زبان پر گوندھ قسم کا لپٹنے والا مادہ رکھا، وہ فوراً زبان باہر نکال کر شکار کو زبان سے چپکا لیتا اور منہ میں اندر رکھ لیتا ہے۔

● اللہ تعالیٰ جانداروں کو چمڑا یا کھال یا چھلکے والے جسم کے ساتھ بنایا، لیکن بعض جانور ایسے ہیں جن کو چمڑا، کھال، اور چھلکے نہیں ہوتے، سخت قسم کا خول ہوتا ہے، جو نہ ہڈی ہوتی ہے

نہ چمڑا، جیسے کیکڑا، جھینگور، جھینگا، برساتی بڑا کیڑا، مچھر، مکھی وغیرہ۔

● اللہ تعالیٰ نے درختوں میں سب سے تیزی سے بڑھنے والا Bamboo بمبو کا درخت بنایا، یہ ایک دن میں قریب قریب ایک میٹر بڑھتا ہے۔

● شیر کو اللہ تعالیٰ 20 گھنٹے سلاتا ہے تا کہ انرجی ضائع ہونے نہ پائے، شکار کرنے کے لئے بہت زیادہ انرجی کی ضرورت ہے، جو سونے سے محفوظ رہتی ہے۔

● ہاتھی دن رات کے 23 گھنٹے کھاتا ہے وہ 149-169 کیلوتک سبزی گھاس گنّا وغیرہ کھاتا ہے، تقریباً 80 ٪ فیصد دن رات کا حصہ کھانے میں گذارتا اور صرف دو گھنٹے سوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے بعض جانوروں کو زمین پر سونے کا طریقہ نہیں رکھا، وہ کھڑے کھڑے سوتے ہیں جن میں ہاتھی، زراف، گھوڑا وغیر بھی ہیں، زراف تو آنکھ کھلی رکھ کر سوتا ہے اس کا سونا تین سے پانچ منٹ ہوتا ہے۔

● نیوزی لینڈ کی نیشنل برڈ کا نام KiwiBird ہے، اللہ نے اسے اندھی بنایا، اس کے جسم پر چھوٹے چھوٹے پر ہوتے ہیں، چونچ کے ختم پر ناک کے سوراخ ہوتے ہیں، یہ رات کے وقت نکلتی اور اللہ نے اسے سونگھنے، محسوس کرنے سننے کی زبردست صلاحیت دی ہے، یہ اڑ نہیں سکتی۔

● اللہ تعالیٰ نے جوں کو ایک بہت ہی چھوٹا کیڑا بنایا، مادہ جوں 80 تا 100 انڈے دیتی ہے گھریلو مکھی ایک وقت میں 100 سے 125 انڈے دیتی ہے، گرمی زیادہ ہو تو انڈے 12 تا 24 گھنٹوں میں لاروں میں تبدیل ہوجاتے ہیں۔

● اللہ تعالیٰ نے میگا پورڈ نامی ایک ایسا پرندہ بنایا جس کے بچے انڈوں سے نکلنے کے چند گھنٹوں بعد ہی اُڑ سکتے ہیں۔

● اللہ نے چمگادڑ کو ایک ایسا جانور بنایا جو پرندوں کے خاندان کا نہیں، مگر وہ پرندوں کی طرح اڑتا ہے، تمام پرندے انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں مگر یہ بچہ جنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بگلے کی غذاء مچھلی رکھی ہے، بگلے کو دانت نہیں دیئے، وہ مچھلی کو ثابت نگل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لعابِ دہن میں یہ خاصیت رکھی ہے کہ مچھلی کا کانٹا اس کے معدے میں موم بن جاتا ہے۔